https://ataunnabi.blogspot.com/

توحید و شرک

کنز العلماء ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز
کیسٹ اینڈ سی ڈی سنٹر
6-5 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
042- 37115771, 0321-9407699

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	توحید و شرک
افادات	مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
مرتب	محمد نعیم اللہ خان قادری
باہتمام	شیخ محمد سرور اویسی۔ محمد آصف علی جلالی
سرورق	باھو گرافکس
تعداد	1100
سن اشاعت	فروری 2010ء
ایڈیشن	چہارم
صفحات	64
ہدیہ	-/40 روپے

ملنے کے پتے:

- مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور
- جامعہ جلالیہ رضویہ، لاہور
- کرمانوالہ بک شاپ، لاہور
- مکتبہ فیضان مدینہ، گکھڑ
- مکتبہ فکر اسلامی، کھاریاں
- رضا بک شاپ، گجرات
- مکتبہ مہریہ رضویہ، کالج روڈ، ڈسکہ
- قادری رضوی کتب خانہ، لاہور
- صراط مستقیم پبلی کیشنز، گوجرانوالہ
- جلالیہ و صراط مستقیم پبلی کیشنز، گجرات
- مکتبہ رضائے مصطفےٰ، چوک دارالسلام، سرکلر روڈ، گوجرانوالہ

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز

5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

042- 37115771, 0321-9407699

پہلی کرن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محترم قارئین! عقیدۂ توحید تمام عقائد اسلامیہ کی اصل اور جان ہے۔ اس کی تبلیغ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء و رُسل علیہم السلام اپنے اپنے ادوار میں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سید المرسلین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی عقیدۂ توحید کے پرچار کیلئے لاتعداد تکالیف برداشت کیں اور آپ کے اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس تبلیغ کی وجہ سے طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔

مختصر یہ ہے کہ اس عظیم ذمہ داری کو اہل حق ہمیشہ سے نبھاتے چلے آ رہے ہیں۔ قبلہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ امیر ادارہ صراط مستقیم پاکستان نے عظیم المرتبت سلف صالحین کے اسلوب کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بنیادی عقیدہ کے عنوان پر ملک کے طول و عرض میں ہی نہیں بلکہ بیرون ممالک بھی سیمیناروں، کانفرنسوں اور بڑے بڑے اجتماعات میں دلائل و براہین کے سائے میں لاجواب خطابات فرمائے۔ ۲۰۰۷ء میں متحدہ عرب امارات کے دوسرے تبلیغی دورہ کے موقع پر ۱۶ مارچ کو جامع مسجد الفطیم' الراس ڈیرہ دوبئی میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع میں "توحید کیا ہے؟" کے موضوع پر خطاب فرمایا جبکہ اسی روز بعد نماز عشاء دوبئی ہی میں یوسف باقر روڈ پر واقع جامع مسجد ناصر میں "شرک کیا ہے؟" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

یہ خطابات دنیا کے مختلف ممالک میں حد درجہ مقبولیت کے حامل قرار پائے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اس کے بعد اس موضوع پر جو خطابات فرمائے ہیں وہ مزید دلائل و براہین سے لبریز ہیں۔

بہر حال یہ ابتدائی دو خطابات جن کو محترم محمد نعیم اللہ خاں قادری صاحب آف کامونکی نے مدوّن و مرتب کیا ہے۔ شیخ محمد سرور اویسی صاحب صراط مستقیم پبلی کیشنز کی جانب سے عقیدہ توحید کی وضاحت کیلئے شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبلہ ڈاکٹر صاحب اور ارکانِ ادارہ کی اس عظیم کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

والسلام!

حافظ محمد رضاء المصطفےٰ رازی

متعلم جامعہ جلالیہ لاہور

عقیدہ توحید

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَوْفَوْا عَھْدَہٗ۔

اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ (پارہ۳۰، سورہ اخلاص، آیت۱)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پارہ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت۵۶)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ
مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ
فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ
یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
سالارِ کارواں ہے میرِ حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا
دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ واتم برہانہٗ واعظم شانہٗ کی حمد وثناء اور حضور سرور کونین، مفخر موجودات، زینت بزم کائنات، دستگیر جہاں، غمگسار زماں، احمد مجتبیٰ، جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے دربار گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

معظم علماء کرام اور محترم سامعین حضرات! آج کی گفتگو کا موضوع

"عقیدہ توحید" ہے

جو اسلامی عقائد میں سے سر فہرست ہے اور اس وقت اس کو 'سمجھنا' ہمارے معروضی حالات کے پیش نظر نہایت ضروری ہے کیونکہ آج بات بات پر شرک کے فتوے لگائے جاتے ہیں اور اہل محبت کی اداؤں کو شرک کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ سمجھنا اس وقت نہایت ضروری ہے کہ توحید کیا ہے اور شرک کیا ہے؟

انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ ابتدائی گفتگو میں مختصراً چند نکات پیش کیے جائیں گے۔ آپ حضرات سے التماس ہے کہ نہایت ہی توجہ کے ساتھ سنیں اور بات کو محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔

محترم سامعین! میں نے قرآن مجید برہانِ رشید کی جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں خالق کائنات جل جلالہٗ نے اپنی توحید کو بیان فرمایا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان مبارک سے اس کا اعلان کروایا ہے۔

قُلْ۔ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ فرما دیجئے

ھُوَ اللّٰہُ۔ وہ اللہ ہے

اَحَدٌ۔ وہ ایک ہے

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب لوگوں کو ایک معبود کی عبادت کی طرف بلا رہے تھے تو وہ ماحول، جو کہ شرک سے بھرا ہوا تھا، جہاں چپے چپے پہ انہوں نے خود ساختہ معبود بنا رکھے تھے، یہ جھوٹے الٰہ اور معبود انہوں نے اپنے ہاتھوں سے گھڑے ہوئے تھے۔ اللہ کے بارے میں ان کا تصور بڑا محدود سا تھا، خدا کے بارے میں ان کی سوچ بڑی مقید تھی۔ جس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں ایک خدا کی عبادت کی طرف بلایا تو عامر بن طفیل اور اس قسم کے کئی لوگ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ سے سوال کیا:

الٰہ متعدد ہیں آپ ہمیں کس کی طرف بلاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا

میں تمہیں ایک خدا کی طرف بلاتا ہوں۔

یہ جن کو تم نے اپنے ہاتھوں سے گھڑ کے معبود بنا رکھا ہے، یہ جھوٹے ہیں، یہ ہماری عبادت کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ ہماری جبین صرف اُسی معبود کی بارگاہ میں جھکے گی جو خدا ہے، اللہ ہے اور ایک ہے۔

انہوں نے پوچھا:

جس خدا کی تم ہمیں دعوت دے رہے ہو وہ سونے کا بنا ہوا ہے یا چاندی کا بنا

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوا ہے۔

کیا وہ لکڑی کا بنا ہوا ہے یا لوہے کا بنا ہوا ہے؟

ان کا خدا کے بارے میں تصور یہی تھا کہ خدا لکڑی کا ہوتا ہے یا لوہے کا ہوتا ہے' خدا سونے کا ہوتا ہے یا چاندی کا ہوتا ہے' پتھر کا ہوتا ہے یا مٹی کا ہوتا ہے' جب انہوں نے یہ سوال کیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا۔

هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ وہ خدا ایک ہے

اس کا کوئی بیٹا نہیں' نہ وہ کسی کا بیٹا ہے' خالق کائنات جل جلالہٗ کی ذات ایسی ہے کہ کائنات میں وہ ذات اَحد کہلاتی ہے۔

محترم سامعین! جس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا تو یہ زبان سرکار مدینہ کی تھی اور پیغام خالق کائنات کا تھا۔

فرمایا: هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ خدا احد ہے

☆ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ اللہ کے وجود پر دلیل کیا ہے؟

آپ نے اس دہریے سے یہ کہا تھا: کیا تم مجھے اس بات کا جواب دیتے ہو کہ ایک درخت ہے' خود بخود اس کی لکڑی کے تختے بنتے ہیں اور پھر خود بخود تختوں سے کشتی بنتی ہے اور پھر خود بخود کشتی بغیر چلانے والے کے چلتی ہے اور اس طرح چلتی چلتی' سمندر میں موجوں کے تھپیڑوں سے گزرتی ہوئی وہ ساحل مراد پر پہنچ جاتی ہے۔

وہ کہنے لگا اے ابوحنیفہ! بھلا یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ خود بخود درخت کے تختے بن جائیں اور خود بخود جڑ جائیں اور خود بخود کشتی بن جائے اور خود بخود کشتی بغیر کسی ملاح کے موجوں کے تھپیڑوں سے ٹکراتی ہوئی منزل مراد پر پہنچ جائے' اس طرح نہیں ہوسکتا۔

میرے امام نے کہا: جب ایک چھوٹی سی کشتی بغیر کسی بنانے والے کے اور بغیر

کسی چلانے والے کے نہیں چل سکتی تو پھر یہ پوری کائنات کا نظام بغیر کسی چلانے والے کے کس طرح چل سکتا ہے؟

☆ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا' تو آپ نے فرمایا: میرے نزدیک تو میرے خدا کے وجود کی دلیل شہتوت کا پتہ ہے۔

شہتوت کے پتے رنگ میں ایک طرح کے ہوتے ہیں' طبیعت میں ایک طرح کے ہوتے ہیں۔ شہتوت کے پتے کو اگر ریشم کا کیڑا کھاتا ہے تو اس سے ریشم باہر آتا ہے' اگر اسے شہد کی مکھی استعمال کرتی ہے تو اس سے شہد باہر آتا ہے اور اگر اسے بکری استعمال کرتی ہے تو اس سے مینگنی باہر آتی ہے اور اگر اس کو ہرنی استعمال کرتی ہے تو اس کے نافے میں کستوری بن جاتی ہے۔ وہ خدا ہے جو ایک ہی پتے کو کبھی شہد میں بدلتا ہے' کبھی ریشم میں بدلتا ہے اور کبھی کستوری میں بدلتا ہے۔ وہ ذات میرے خدا کی ذات ہے۔

☆ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا' خدا کے وجود کی تمہارے پاس دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: آسان سی بات ہے کہ ایک قلعہ ہے جس کے باہر چاندی لگی ہوئی ہے جس کے اندر سونا لگا ہوا ہے' وہ قلعہ ہوا بند ہے' ہوا ذرہ بھر بھی اس کے اندر نہیں جاسکتی مگر جب اس قلعے کی دیواریں ٹوٹتی ہیں تو اندر سے ایک جاندار برآمد ہوتا ہے جو خدا اس ہوا بند قلعے کے اندر ایک جان کو پیدا کر کے زندہ رکھ سکتا ہے وہ خدا میرا خدا ہے اور جو ذات یہ کام کر رہی ہے وہی ذات اس کائنات کی معبود حقیقی ہے۔

وہ کون سا قلعہ ہے؟

آپ نے انڈے کی مثال دی۔ فرمایا: انڈا ایک قلعہ ہے' جس کے باطن پر سونا ہے اور ظاہر پر چاندی ہے' اندر اس کے سونا ہے یعنی زردی اور باہر اس کے چاندی ہے' جس وقت اس کی دیواریں پھٹتی ہیں اندر سے چوزہ برآمد ہوتا ہے۔ اب کوئی نظام نہیں تھا جس کی وجہ سے ہوا اندر جا رہی ہوتی جس ذات نے اس بند قلعہ کے اندر جانور کو زندہ رکھا ہے وہ ذات ہی کائنات کی خالق ہے اور معبود ہے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

☆ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ خدا کے موجود ہونے پر دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یوں سمجھو' یہ زبان جو ہے اس کی بناوٹ اور اس کا گوشت ایک ہی قسم کا ہے' لیکن کسی جسم میں جب یہ پہلے نمبر پہ بولنا شروع کرتی ہے تو عربی بولتی ہے اور کہیں یہی زبان پنجابی بولتی ہے' کہیں یہی زبان اُردو بولتی ہے' کسی علاقے میں یہی گوشت کا ٹکڑا انگلش بولتا ہے' کسی علاقے میں یہی گوشت کا ٹکڑا بنگالی بولتا ہے اور کسی علاقے میں یہی گوشت کا ٹکڑا ہندی بولتا ہے۔ ایک ہی بناوٹ' ایک ہی حقیقت اور ایک ہی ماہیت کا گوشت مختلف آوازیں پیدا کرتا ہے۔ ایک ہی قسم کی ساخت کی زبانوں سے مختلف بولیاں نکالنے والی ذات کو خدا کہا جاتا ہے۔

گوشت ایک ہے' مگر اس میں آوازیں مختلف آتی ہیں۔ جب بولنا شروع کرتا ہے تو نغمہ پیدا ہوتا ہے۔ اس سے مختلف آوازیں' مختلف زبانیں' مختلف لغات پیدا کرنے والی جو ذات ہے وہ ذات خدا کی ذات ہے۔ اگر یہ محض اتفاق ہوتا تو پھر اس گوشت کے ٹکڑے سے ایک ہی قسم کی آواز آتی۔

مختلف لغات جو اس میں بند کردی گئیں ہیں۔ ایسا پروگرام کسی کے کرنے سے ہوا ہے اور وہ کرنے والا خدا ہے' خدا کی ذات ہے۔

پھر دیکھو' آپ نے فرمایا: آواز تو ایک ہے۔ کبھی بولتی ہے تو بلبل کو رشک آتا ہے' کبھی بولتی ہے تو بڑی بھاری آواز ہوتی ہے' کرخت آواز ہوتی ہے' زبان سے نکلتی ہے تو مخاطب کو اچھی نہیں لگتی اور کبھی ایسی ہوتی ہے کہ دل کی گہرائیوں میں اثر پیدا کرتی جاتی ہے۔ جس ذات نے' ایک ہی قسم کی آواز میں مختلف قسم کی تاثیریں رکھی ہیں وہی ذات پوری کائنات کو چلانے والی ذات ہے۔

محترم سامعین! اختصار سے گفتگو کو آگے بڑھا رہا ہوں۔ خالق کائنات جل جلالہٗ نے اپنی توحید کو بیان فرمایا۔ توحید کیا چیز ہے؟ توحید کی تعریف کیا ہے؟ شرک کیا ہے؟ اور جو لوگ بات بات پہ شرک کے فتوے لگاتے ہیں جیسے میلاد پہ بھی شرک کا فتویٰ

لگاتے ہیں' گیارھویں شریف پر بھی شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ اگر کسی کو داتا گنج بخش کہا جائے تو بھی اُن کا شرک متحرک ہو جاتا ہے' اگر کسی کو دستگیر کہا جائے تو بھی کہتے ہیں کہ شرک ہو گیا ہے۔ اگر کسی کو غوث اعظم کہا جائے تو پھر بھی کہتے ہیں شرک ہو گیا ہے۔ اگر کسی کو غریب نواز کہا جائے تو پھر بھی شرک ہو گیا ہے۔

آیئے دیکھیں تو سہی کہ توحید کسے کہتے ہیں اور شرک کسے کہتے ہیں۔ میں شرک کی تعریف پورے وثوق سے کر رہا ہوں اور پوری دنیا کے مفکرین کے سامنے اس تعریف کو ایک اتھارٹی کی حیثیت سے پیش کر رہا ہوں۔ یہ شرک کی تعریف میری نہیں' یہ میرے اسلاف نے کی ہے۔

کوئی اس تعریف کو چیلنج نہیں کرسکتا۔ آج کی من گھڑت تعریفیں ایسی ہیں کہ جن کے ایک ایک لفظ کو قرآن مجید اور حدیث سے ردّ کیا جا سکتا ہے۔

(شرح عقائد صفحہ ۱۶ میں ہے)

اَلْاِشْرَاكُ هُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِيْكِ فِي الْاُلُوْهِيَّةِ بِمَعْنٰى وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ كَمَا لِلْمَجُوْسِ اَوْ بِمَعْنٰى اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ كَمَا لِعَبَدَةِ الْاَصْنَامِ۔

یعنی شرک ثابت کرنا ہے شریک کا الوہیت بمعنی وجوب وجود میں جیسا کہ مجوسی کرتے ہیں یا بمعنی استحقاق عبادت میں جیسا کہ بت پرست کرتے ہیں۔

شرک کیا ہے؟

شرک یہ ہے کہ اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو الوہیت میں شریک بنایا جائے۔

الوہیت میں شریک بنانے کا مطلب کیا ہے؟

کسی شخص کو کسی ذات کو' اللہ کے سوا واجب الوجود یا مستحق عبادت جاننا' ماننا جو بھی اللہ کی ذات کے سوا کسی کو مستحق عبادت جانتا ہو وہ مشرک ہے اور جو بھی اللہ کی ذات کے سوا کسی ذات کو واجب الوجود سمجھتا ہے وہ بھی مشرک ہے۔

لہٰذا خالق کائنات کی توحید کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کو واجب الوجود مانا جائے اور

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اُسی کو مستحق عبادت مانا جائے۔

خالق کائنات کی ذات کے علاوہ کوئی مخلوق' کوئی نبی ہو' کوئی پیغمبر ہو' کوئی ولی ہو' کوئی غوث ہو' معبود نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ واجب الوجود ہو سکتا ہے۔ اب اس اصطلاح کو میں تھوڑا سا آسان کر کے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

واجب الوجود کیا ہوتا ہے؟

ایک واجب ہے' ایک ممکن ہوتا ہے اور ایک ممتنع ہے' واجب الوجود وہ ہے کہ جس کا ہر حال میں موجود ہونا ضروری ہو' جس کا وجود ہر حال میں ضروری ہو' جس پہ کبھی عدم آ ہی نہ سکے۔ جب کچھ نہ تھا تو خدا تھا اور یہ تھا' تھی تھے' نہ تھے تو بھی خدا تھا اور ایک وقت آئے گا جب پوری دنیا فنا ہو جائے گی' جب ہر عروج پہ زوال آ جائے گا' جس وقت ہر طرف عدم ہی عدم ہو گا تو اس وقت بھی جو ذات موجود ہو گی اُسے واجب الوجود کہا جاتا ہے اور وہ میرے خدا کی ذات ہے۔

سمجھ لو واجب الوجود وہ ہے جس کا وجود ہر حال میں ضروری ہے اور کبھی اس پر عدم آ ہی نہ سکے۔

ممکن الوجود وہ ہے کہ جس میں عدم بھی ہوتا ہے اور وجود بھی ہوتا ہے' کبھی عدم کا پلڑا بھاری ہوتا ہے تو وہ شے معدوم ہو جاتی ہے اور اگر وجود کا پلڑا بھاری ہوتا ہے تو وہ شے موجود ہو جاتی ہے۔ خالق کائنات کی ذات کے علاوہ یہ پوری کائنات ممکنات میں سے ہے' ہم سب ممکن ہیں۔

ہمارا عدم و وجود' یہ ترازو کے دو پلڑوں کی طرح برابر تھا۔ اللہ کی ذات کی تجلی نے ہمارے وجود کا پلڑا بھاری کیا' ہم موجود ہو گئے۔

ہم معدوم تھے عدم و وجود برابر تھا۔ خالق کائنات نے ہمارے وجود کا پلڑا بھاری کر دیا' ہم موجود ہو گئے۔ ایک وقت وہ آئے گا جب عدم کا پلڑا بھاری ہو جائے گا'

ہم معدوم ہو جائیں گے۔

ممکن میں عدم بھی ہوتا ہے' وجود بھی ہوتا ہے' کبھی ممکن معدوم ہوتا ہے' کبھی ممکن موجود ہوتا ہے۔

اس کا وجود واجب نہیں ہے کہ ہر حال میں ضروری ہو' ہر حال میں موجود ہو' نہیں نہیں' کبھی ہم نہیں تھے اب ہم موجود ہو گئے۔ ایک وقت وہ آئے گا کہ جس وقت ہم پھر معدوم ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہم ممکن ٹھہرے۔

اگرچہ ہم بھی موجود ہیں' ہمارا خدا بھی موجود ہے' فرق یہ ہے کہ اس کا وجود ایسا ہے' جس پر کبھی عدم نہیں آ سکتا اور ہمارا وجود وہ ہے کہ جو پہلے بھی معدوم تھا پھر معدوم ہو جائے گا۔ لہٰذا ہمارے وجود کی اللہ کے وجود کے ساتھ کوئی ہمسری نہیں ہے۔

موجود تو خدا کی ذات ہے یہ لوگ جو چپے چپے پہ شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں' اپنے آپ کو معدوم کہیں' اپنے آپ کو موجود نہ کہیں کیونکہ موجود تو خدا ہے۔ خدا بھی موجود ہو' تم بھی موجود ہو' پھر تو یہ شرک ہونا چاہیئے۔

مگر اس شرک کو کوئی بھی نہیں مانتا' اس کا مطلب کیا ہے؟ خالق کائنات موجود ہے۔ اس کا وجود واجب ہے اور ہمارا وجود اللہ کی عطا سے ہے۔ وہ چاہے تو ہم موجود ہوں' چاہے تو ہم معدوم ہو جائیں۔

☆ تیسری چیز ہے ممتنع۔ ممتنع وہ ہوتی ہے کہ جس کا عدم ضروری ہو' جس میں وجود آ ہی نہیں سکتا' اس کا عدم ہر حال میں ضروری ہوتا ہے۔

جس طرح واجب کا وجود ہر حال میں ضروری ہوتا ہے اسی طرح ممتنع کا عدم ہر حال میں ضروری ہوتا ہے۔ وہ کبھی معرض وجود میں آ ہی نہیں سکتا جس طرح کہ شریک باری تعالیٰ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا کوئی شریک ہو ہی نہیں سکتا' خالق کائنات کا شریک ممتنع ہے۔ نہ اس سے پہلے اس کو وجود ملا ہے' نہ اس حال میں ملا ہے اور نہ ہی قیامت تک اس

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو وجود ملے گا۔

خالق کائنات کا شریک ممتنع ہے' وہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم ممکن ہیں اور ہمارا خدا واجب الوجود ہے' جس کا وجود ہر حال میں واجب اور ضروری ہے۔

یہ ہے واجب الوجود کا مطلب

اگر اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی بندہ' کسی شخص کو ایسا تسلیم کرے کہ جس کا وجود ہمیشہ سے ہے' ہمیشہ رہے گا' اس پہ عدم آ ہی نہیں سکتا' اس کا وجود واجب ہے' اس صورت میں وہ بندہ شرک کر رہا ہے۔

واجب الوجود خدا کی ذات ہے' خالق کائنات کی ذات ہے۔ لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ کے علاوہ ہم کسی کو بھی واجب الوجود تسلیم نہیں کرتے۔

مجوسی اس لئے مشرک ٹھہرے کہ اُنھوں نے کہا کہ دو خالق ہیں۔ ایک خالق خیر ہے' ایک خالق شر ہے۔ ان کے نزدیک خالق خیر کو یزداں کہا جاتا ہے اور خالق شر کو اہرمن کہا جاتا ہے۔ وہ اس طرح مشرک ٹھہرے کہ انہوں نے ایک اور واجب الوجود مان لیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ عقیدہ دیا ہے کہ تم واجب الوجود صرف اور صرف خدا کی ذات کو سمجھو' اللہ کی ذات کے سوا کوئی بھی واجب الوجود نہیں ہے۔

مستحق عبادت کون؟

☆ دوسرے نمبر پر فرمایا "مستحق عبادت"۔ وہ بھی صرف خدا کی ذات ہے۔ اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں ہے۔ اللہ کے انبیاء کا' شہداء کا' صدیقین کا' اولیاء کا احترام کرو' ان کی تعظیم کرو' ان سے محبت کرو' ان سے پیار کرو مگر کوئی کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو' خدا کے سوا کسی کو سجدہ روا نہیں ہے' کسی کی عبادت نہیں ہے' عبادت صرف اور صرف خدا کی ذات کی ہے۔

لہٰذا مستحق عبادت اور واجب الوجود صرف اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ خالق

کائنات کی ذات کے علاوہ اگر کوئی شخص کسی کو بھی واجب الوجود مانتا ہے یا مستحق عبادت مانتا ہے تو وہ شخص اس عقیدہ کی وجہ سے مشرک ہو جائے گا۔

اللہ کا فضل ہے کہ اُس نے ہمیں وہ صحیح عقیدہ عطا فرمایا ہے' جس کو بیان کرنے میں ہمیں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے۔ خدا کا فضل ہے کہ صفہ کے پلیٹ فارم سے لے کر آج تک خالق کائنات کی توحید کے وارث ہم اہلسنّت و جماعت ہیں' توحید کے علمبردار ہم ہیں' توحید کے داعی ہم ہیں' توحید کا صحیح مفہوم بیان کرنے والے ہم ہیں۔ خالق کائنات کی الوہیت میں جو بھی شرک کرے گا مشرک ٹھہرے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کے ساتھ نہ کوئی واجب الوجود ہونے میں شریک ہو سکتا ہے' اور نہ ہی مستحق عبادت ہونے میں شریک ہو سکتا ہے۔

آسان لفظوں میں یہ سمجھو کہ نہ اللہ کی ذات میں کوئی شریک ہے اور نہ اس کی صفات میں کوئی شریک ہے۔

محترم سامعین! اب آپ مجھے بتائیں کہ کیا آپ میں سے کوئی شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کے علاوہ کسی معبود کا کوئی تصوّر رکھتا ہے؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی کیسا ہی سادے سے سادہ مسلمان کیوں نہ ہو' سادے سے سادہ اُمتی کیوں نہ ہو' وہ خالق کائنات کی ذات کے علاوہ کسی کو معبود نہیں سمجھتا' اسی لئے تو بخاری شریف میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ

(صحیح بخاری کتاب المغازی، باب اُحُدٌ یُّحِبُّنَا)

خدا کی قسم! مجھے یہ مطلقاً تمہارے متعلق ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگ جاؤ گے۔

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجھے تمہارے شرک کا کوئی خوف نہیں ہے' کوئی خطرہ نہیں کہ میں چلا جاؤں گا تو اے پروانو! تم شرک شروع کر دو گے۔

فرمایا: نہیں' نہیں' تم شرک نہیں کرو گے۔ ہاں یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں پھنس جاؤ گے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں یہ فرمایا: لہٰذا آج آپ سادے سے سادے مسلمان سے پوچھ لیں وہ اللہ کی ذات کے علاوہ نہ کسی کو واجب الوجود مانتا ہے' اور نہ کسی کو مستحق عبادت مانتا ہے تو پھر یہ شرک کا شور کیوں ہے؟

سارا زور شرک پہ ہے' سارا زور بدعت پہ ہے۔ قرآن کھول کے شرک کے فتوے لگائے جاتے ہیں۔ یہ فتوے صحیح مسلمانوں پہ لگائے جا رہے ہیں۔ یہ شرک کا فتویٰ انجینئرڈ (Engineered) ہے' اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

فتویٰ کیوں لگایا جاتا ہے؟ کس طرح لوگوں کو غلطی میں مبتلا کیا جا رہا ہے اور کس طرح کروڑوں مسلمانوں کو' جو وہ عقیدہ رکھتے ہیں جو آج سے پہلے جمہور اُمت کا عقیدہ تھا' ان سب مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ آج کیوں لگایا جا رہا ہے؟ جس طرف جمہور مسلمان ہیں' ان لوگوں پر شرک کا فتویٰ کس پردے کے پیچھے سے لگایا جا رہا ہے۔

محترم سامعین! مسلمانوں پر شرک کا الزام دو طرح سے ہو سکتا تھا یا تو یہ ہوتا کہ یہ مسلمان اللہ کے بندوں کو اتنا اوپر بڑھاتے کہ خالق کائنات کے مقام تک لے جاتے تو اب یہ فتویٰ لگ جاتا کہ تم نے اللہ کے ساتھ' اللہ کے بندوں کو شریک کر دیا یا پھر اللہ تعالیٰ کے مقام کو پست کر کے بندوں کیساتھ ملایا۔ لیکن اس کے تو آپ بھی گواہ ہیں کہ ہم میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سجدوں کے لائق ہیں' حضرت غوث اعظم واجب الوجود ہیں' حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کو سجدہ جائز ہے یا ہمارے محبوب آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم معبود ہیں۔ نہیں' نہیں۔ کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں' ہم نے غلو نہیں کیا' ہم نے تجاوز نہیں کیا' جو اسلام کی حدود ہیں ہم

اس کے اندر ہیں' کوئی نبی' کوئی ولی' کوئی غوث' کوئی قطب' مستحق عبادت نہیں ہے' واجب الوجود نہیں ہے۔

لہٰذا جو الوہیت کا منصب تھا ہم نے کسی کو اس تک نہیں پہنچایا پھر کیسے انہوں نے ہم پر شرک کا الزام لگایا؟

محترم سامعین! ہماری طرف سے غلو نہیں ہوا' ان ظالموں نے منصب الوہیت کو پست کرنے کی کوششیں کیں' منصب الوہیت کو لوگوں کے سامنے پست کر کے دکھایا' جو مقام خدا نہیں تھا' مقام بندہ تھا' اس کو انہوں نے مقام خدا ظاہر کیا۔ ہم اوپر نہیں گئے۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کو معاذ اللہ پست کر رہے ہیں۔ کر نہیں سکتے مگر کوششیں کرتے ہیں۔

کسی کا مددگار رہونا حقیقتاً ہو یا مجازاً کیا یہ معیارِ الوہیت ہے۔ کیا یہ اللہ کی توحید کا خاصہ ہے؟ اگر یہ ہے تو پھر معاذ اللہ قرآن تو شرک سے بھرا پڑا ہے۔ مقام بدر میں مدد کس نے کی؟ اللہ کے فرشتوں نے کی۔ مقام بدر میں مدد کرنے والے کون تھے؟

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُنْزَلِیْنَ۔ (پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۲۴)

محبوب علیہ السلام غلاموں کو کہہ رہے تھے۔ میرے غلاموں تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ اللہ تین ہزار فرشتوں کو تمہاری مدد کیلئے بھیج دے۔

فرمایا: اگر صبر کرو تو اللہ پانچ ہزار بھی تمہاری مدد کیلئے بھیج دے گا۔

(آل عمران: ۱۲۵)

اگر کسی کی مدد کرنے والا خدا ہوتا ہے تو پھر فرشتوں کو خدا مانا جائے۔

جو کسی کی مدد کرے اگر وہ خدا ہوتا ہے' مدد کرنا منصب الوہیت ہے

تو پھر معاذ اللہ قرآن نے فرشتوں کو خدا بنا دیا۔

فرشتوں نے مدد کی اور یقیناً کی۔ ایک نہیں متعدد آیات ہیں۔ فرشتے مددگار

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بنے' فرشتوں نے مدد کی مگر شرک نہ ہوا کیونکہ اللہ کے اذن سے مدد کر رہے تھے اور ان کی مدد کو اللہ نے اپنی مدد فرمایا:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ۔ (سورہ آل عمران: ۱۲۳)

اور یقیناً اللہ نے تمہاری مدد کی۔

یعنی اگرچہ مدد میرے فرشتے کر رہے ہیں مگر وہ میری ہی مدد ہے۔

نیز فرمانِ الٰہی: وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ (سورۂ انفال، آیت ۱۰)

اور نہیں ہے مدد مگر اللہ کی طرف سے

فرشتے مدد کریں تو شرک نہ بنے کیونکہ یہ اللہ کے اذن اور عطا سے مدد کرتے ہیں ایسے ہی اللہ کا ولی مدد کرے تو شرک نہیں ہے کیونکہ یہ بھی تو خدا کی ہی مدد ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کوئی نبی' کوئی غوث' کوئی ولی اللہ کے اذن کے بغیر پتہ بھی نہیں ہلا سکتا لیکن اللہ کے اذن سے سب کچھ عطا کر سکتا ہے۔ لہٰذا ان لوگوں نے آج جو شرک کی تعریف بنائی ہے' اُس سے قرآن مجید کی بیسیوں آیات کا انکار لازم آتا ہے۔ اگر کسی کی مافوق الاسباب مدد کرنا شرک ہے تو پھر معاذ اللہ' اللہ نے فرشتوں کو شرک کا حکم دیا۔ مدد کرنا منصب الوہیت نہیں ہے۔ منصب الوہیت' واجب الوجود ہونا اور مستحق عبادت ہونا ہے اگر تم مطلقاً مدد کرنے کو' خواہ حقیقتاً ہو یا مجازاً' مددگار ہونے کو' مشکل کشا ہونے کو' حاجت روا ہونے کو' خدا کا خاصہ بنا دو گے تو معاذ اللہ سارا قرآن مجید تمہیں بدلنا پڑ جائے گا۔

قرآن مجید فرقان حمید میں ہے:

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔

(پارہ ۹، سورہ الانفال' آیت ۱۲)

جب اے محبوب! تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھو۔

اے فرشتو! میں تمہارے ساتھ ہوں تم میرے بندوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

ثَبِّتُوا

تم ثابت قدم رکھو

میرے بندوں کو تم ثابت قدم رکھو' جنگ میں اُن کی مدد کرو' اُن کے ساتھ رہو' اُن کو ثابت قدم رکھو۔ جنگ میں ان کو ثابت قدم رکھنا مشکل کشائی بھی ہے' حاجت روائی بھی ہے۔ فرشتے میدان جنگ میں مشکل کشائی کر رہے ہیں' حاجت روائی کر رہے ہیں' اللہ کے حکم سے کر رہے ہیں۔ لہٰذا شرک نہیں ہے۔ پتہ چلا کہ اگر یہ مدد کرنا منصب الوہیت ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ ملتا' جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے منصب الوہیت کو' مستحق عبادت ہونے والے منصب کو' واجب الوجود ہونے والے منصب کو کسی کیلئے بھی جائز نہیں رکھا' اسی طرح خالق کائنات یہ بھی جائز نہ رکھتا' جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں کو بھیج کر ان سے اپنے بندوں کی مدد فرمائی' اس سے پتہ چلا کہ کسی کی مدد کر لینے سے خالق کائنات کی توحید کا منصب نہیں چھینا جاتا' اللہ کا منصب تو بڑا بلند ہے۔ لہٰذا اللہ کی دی ہوئی توفیق سے مشکل کشائی پر حاجت روائی پر اور کسی کے دستگیر ہونے پر اگر کوئی شرک کا فتویٰ لگاتا ہے تو اس نے معاذ اللہ' اللہ کا مقام وہ ظاہر کیا ہے جو اللہ کے بندے کا مقام ہے۔ میرا خدا تو وہ ہے جس کے بندے بھی اس کی عطا سے دستگیر ہوتے ہیں' جس کے بندے بھی مشکل کشا ہوتے ہیں' جس کے بندے بھی حاجت روا ہوتے ہیں' جس کے بندے اشارہ کرتے ہیں تو کائنات کا نظام بدل کے رکھ دیتے ہیں۔ خدا تو بڑی عظمتوں والا ہے' میرے خدا کا مقام پست کرنے کی کوشش مت کرو۔ خدا عظیم ہے اُس کے بندے بھی عظیم ہیں۔

لہٰذا یہ شرک کا انجینیئرڈ فتویٰ ہے' ہم نے کچھ نہیں کیا' انہوں نے معاذ اللہ' اللہ کی گستاخی کی' توہین کی کہ کہنے لگے' مطلقاً دستگیر ہونا بھی خدا کی صفت ہے' (حقیقی ہو یا مجازی) حاجت روا ہونا بھی خدا کی صفت ہے' داتا گنج بخش ہونا بھی خدا کی صفت ہے اور غوث اعظم ہونا بھی خدا کی صفت ہے۔ یہ صفات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بھی

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عطا فرمائی ہیں۔ان ظالموں نے وہ منصب خدا کے ظاہر کر کے ہم لوگوں پر اس قسم کا شرک کا فتویٰ گھڑ کے لگا دیا مگر اس فتوے کی تائید نہ قرآن کرتا ہے' نہ سنت کرتی ہے۔

یہ شرک کی تعریف ہی نہیں کر سکتے کہ شرک کیا ہوتا ہے؟ وہ تعریف کرو کہ جس سے کوئی آیت بھی نہ ٹکرائے اور کوئی حدیث بھی نہ ٹکرائے۔

اب دیکھئے' اس کا نقصان کیا ہوا؟ ایک طرف ان ظالموں نے میرے خدا کی توہین کر ڈالی اور دوسری طرف اُمت کا جمہور جو تھا۔ جن کی خدمات سے اسلام کا سنہری باب ہے انہیں پر شرک کا فتویٰ آ گیا۔ صحابہ ہوں' تابعین ہوں' تبع تابعین ہوں' آج تک جمہور مسلمانوں کا عقیدہ یہی عقیدہ ہے کہ جو ہم اہلسنّت کا عقیدہ ہے۔ سب کی تعلیمات دیکھو' سب کی کتابیں دیکھو' سب کی تصانیف دیکھو' ساری تصانیف میں تمہیں جمہور اُمت کا عقیدہ ملے گا۔ وہ یہی عقیدہ ہے کہ خالق کائنات معبود ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور نہ ہی اللہ نے کسی کو الوہیت کا منصب دیا' ہاں اللہ کی عطا سے اللہ کے بندے بھی مشکل کشا بن جاتے ہیں۔

محترم سامعین! اب دیکھئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب پوچھا گیا: تم کون ہو؟ تو آپ نے فرمایا:

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ۔

(پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۴۹)

''اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعارف قرآن مجید میں کیا کرایا گیا۔ ان الفاظ سے کرایا گیا جو آج کے ان توحید پرستوں' نام نہاد موحدین نے مخصوص کر رکھے ہیں' جو منصب ہر لحاظ

سے (ذاتی ہوں یا اللہ کی توفیق سے ہوں) خدا کے بنا رکھے ہیں اللہ نے وہ منصب اپنے بندوں کے بھی بیان فرمائے ہیں' جو کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہیں۔

تیسرا پارہ ہے۔ کوئی ترجمے کا ہیر پھیر نہیں۔ آیت قرآن مجید میں موجود ہے ان سے پوچھو خالق کائنات فرماتا ہے میرے عیسیٰ علیہ السلام وہ ہیں' کون؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں:

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

میں مادرزاد اندھوں کو شفا دیتا ہوں۔

اُبْرِئُ۔ واحد متکلم کا صیغہ ہے۔ میں شفا دیتا ہوں۔

میں اَبْرَصَ کو شفا دیتا ہوں۔ کوڑھ کا مریض ہو' ہاتھ پھیرتا ہوں' بدن صحیح ہو جاتا ہے۔ میں اَکْمَهَ کو آنکھیں دیتا ہوں۔ ارے اَکْمَهَ صرف اندھے کو نہیں کہتے۔ اندھا تو وہ ہے جس کی آنکھیں ہوں مگر بینائی نہ ہو۔ اَکْمَهَ وہ ہے جس کی آنکھوں کی جگہ ہی نہ ہو' گوشت ہو' اس کو اَکْمَهَ کہا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں وہ شفا ہے جن کی آنکھیں نہ ہوں آنکھوں کی جگہ نہ ہو ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہوں' آنکھوں کی جگہ بھی بن جاتی ہے اور آنکھیں بھی آ جاتی ہیں۔

وَاُحْیِ

میں زندہ کرتا ہوں۔

اُحْیِ الْمَوْتٰی

مردوں کو میں زندہ کرتا ہوں

بیماروں کو میں درست کرتا ہوں' بیماروں کو شفا میں بانٹتا ہوں

یہ اعلان قرآن کر رہا ہے کہ لوگو! اللہ وہ ہے جس کے روح اللہ بھی مردوں کو

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زندہ کرتے ہیں۔

محی ہونا' شفا دینا' یہ تو خالق کائنات کا کام ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرے' وہ شفا دے' مگر قرآن مجید کہہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مردوں کو زندہ کرتے ہیں' حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شفا دیتے ہیں۔

مریض کو شفا دینا' جس کی آنکھیں نہ ہوں' اس کو آنکھیں دینا' کیا یہ مشکل کشائی نہیں؟ کیا یہ حاجت روائی نہیں؟ جو کوڑھ کا مریض ہو' اس کے اس مرض کو دور کر دینا' کیا یہ مشکل کشائی نہیں ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مشکل کشائی بھی کر رہے ہیں اور حاجت روائی بھی کر رہے ہیں اور مردوں کو زندہ بھی کر رہے ہیں۔ قرآن ہے' کوئی دیوان یا داستان نہیں ہے۔ قرآن یہ بیان کر رہا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو بھی یہ منصب عطا فرمائے ہیں۔

محترم سامعین! اب جب یہ سوال پیدا ہوا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ محی تو خدا کو کہا جاتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں بھی محی ہوں اور شفا دینے والے کو شافی کہا جاتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں بھی شافی ہوں تو اس طرح معاذ اللہ شرک ہو جائے گا کیونکہ خدا بھی شافی' یہ بھی شافی۔ خدا بھی محی' یہ بھی محی۔

خالق کائنات کے کلام نے اس مسئلے کا حل فرما دیا۔ فرمایا: جگہ جگہ یہ شرک کے فتوے نہ لگانا' اس طرح شرک نہیں بنتا' تمہیں مغالطہ ہو رہا ہے۔ اللہ بھی شافی ہے' یہ بھی شافی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شافی ہیں تو اللہ کی عطا سے شافی ہیں۔ لہٰذا کسی کی عطا سے شافی ہونا یہ تو اللہ کا منصب ہی نہیں ہے' یہ اللہ کا عہدہ ہی نہیں ہے' یہ اللہ کا مقام ہی نہیں ہے کہ وہ کسی کی عطا سے شافی بنے' کیونکہ اللہ کے نبی تو اللہ کی عطا سے شافی ہیں' یہ مقام خدا کا ہے ہی نہیں' اُس کا مقام تو بہت بلند ہے' وہ تو عطا کا محتاج ہی نہیں' وہ بھی شافی' یہ بھی شافی۔ وہ بھی محی' یہ بھی محی۔ لیکن شرک نہیں ہوا۔ قرآن بیان کر رہا ہے کہ وہ محی ہے تو خود محی

ہے اور یہ محی ہیں تو اللہ کی عطا سے محی ہیں کیونکہ فرمایا: باذن اللّٰہ' اللہ کے اذن سے۔

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ

(سورہ آل عمران' آیت ۴۹)

فرمایا: لوگو! میں تمہیں خبر دیتا ہوں اس چیز کی جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں میں رکھ کے آتے ہو۔

تمہارے گھروں میں جو کچھ ذخیرہ پڑا ہے' میں یہاں بیٹھے جانتا ہوں' کیا کیا پڑا ہے۔ مجھے میرے خدا نے علم دیا ہے' میں جانتا ہوں۔ ہزاروں دیواریں درمیان میں آ جائیں مجھے پتہ ہے تمہارے گھروں میں کیا ہے۔ مجھے پتہ ہے تمہارے پیٹوں میں کیا ہے۔ میں خدا کا نبی ہوں' مجھے اللہ نے یہ علم دیا ہے۔ جب یہ علم غیب کا سوال پیدا ہوا تو پھر وہی جواب نکلا۔ خالق کائنات غیب کا علم رکھتا ہے۔ اسے غیب کا علم کسی نے دیا نہیں اور یہ بھی غیب کا علم رکھتے ہیں تو اللہ کی عطا سے رکھتے ہیں۔

اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورہ آل عمران، آیت ۴۹)

باذن اللہ کہہ کے سارے شک دور کر دیئے

ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اللہ کے اذن کے بغیر یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ وہ عقیدہ کسی مشرک کا ہو سکتا ہے' کسی بت پرست کا ہو سکتا ہے' جو اپنے بتوں کے بارے میں رکھے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ اللہ کے بندے ہیں' مقبول بندے ہیں' یہ معبود نہیں' یہ مسجود نہیں' اللہ کے عظیم بندے ہیں۔

اللہ کے اذن سے لوگوں کی مشکل کشائی کرتے ہیں۔ لہٰذا خلاصہ یہ نکلا کہ قرآن مجید ایسے دلائل سے بھرا پڑا ہے کہ ایک ہی وصف ادھر اللہ کا بیان کیا گیا ہے اور ادھر اللہ کے بندوں کا بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے اندر ہی' (ابھی حدیث شریف کی طرف میں نہیں جاتا) قرآن مجید کے اندر ہی ایک نام اللہ کا لیا گیا اور وہی نام اللہ کے کسی پیغمبر کا بھی لے لیا گیا۔ قرآن مجید تو قرآن مجید ہے ہی اس لئے کہ اس میں

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تضاد نہیں ہے:

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔

(پ ۵، النساء:۸۲)

قرآن مجید کے قرآن ہونے کی دلیل ہی یہ ہے کہ اس کے مضمون آپس میں ٹکراتے نہیں ہیں۔ یہ دوسری کتابوں کی طرح نہیں ہے کہ پہلے باب میں کچھ لکھ دیا' چوتھے میں کچھ لکھ دیا' یہ سارا ایک ہی کی تائید کرتا ہے' اس کی کوئی آیت کسی دوسری آیت سے ٹکراتی نہیں ہے۔ لہٰذا خالق کائنات کا پورا قرآن سچا ہے تو ہمارا عقیدہ بھی سچا ہے۔

خالق کائنات نے اپنے بعض اوصاف اپنے بندوں کو عطا فرمائے ہیں۔ وہ ان سے ذاتی طور پر متصف ہے اور بندے عطائی طور پر متصف ہیں۔

اب دیکھئے اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

(پارہ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۵۷)

اللہ ایمان والوں کا ولی ہے' انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

اب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بارے میں یہاں لفظ کیا استعمال کیا۔ ولی۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ ۔ اللہ ولی ہے اور اُدھر ہے

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

(پارہ ۱۱، سورہ یونس، آیت ۶۲)

سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

اللہ بھی ولی ہے' بندہ بھی ولی ہے

وہ بھی ولی' یہ بھی ولی' شرک نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں شرک کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ وہ بھی ولی ہے' بندے بھی ولی ہیں' شرک نہیں ہے اس لئے کہ وہ ولی ہے تو خود ولی

ہے اُس کو کسی نے ولی بنایا نہیں اور یہ بندے ولی ہیں تو اس کی عطا سے ولی ہیں۔ اور بھی کئی وجوہ سے دونوں کے ولی ہونے میں فرق موجود ہے۔

لوگ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو بھی علم غیب ہے اور سرکار ﷺ بھی علم غیب جانیں تو شرک ہو جائے گا کیونکہ اللہ کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں ہے۔

میں نے کہا: بالکل سچی بات ہے کہ اس کی ذات میں اور اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ کی یہ صفت نہیں ہے کہ وہ کسی کے بتانے سے غیب جانتا ہو۔ ہم جو عہدے اللہ کے بندوں کے بیان کر رہے ہیں' یہ سارے کے سارے عطائی ہیں اور خالق کائنات اگر عطائی عہدے رکھتا ہو تو پھر خدا ہو ہی نہیں سکتا' وہ خدا کیسے ہو جو کسی کی عطا کا محتاج ہو' وہ اللہ کیسے ہو جو کسی کی عطا کا محتاج ہو۔ لہٰذا یہ سارا پروپیگنڈہ مغالطوں پر موقوف ہے' لوگوں کو مغالطہ دیا جا رہا ہے' اس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ خالق کائنات کی بعض صفتیں' اللہ کی عطا سے' اللہ کے بندوں میں پائی جاتی ہیں۔ اب اس کو جو اللہ تعالیٰ کی صفت کہا جا رہا ہے تو مطلب یہ ہے کہ لفظ وہی ہے' ورنہ جس لحاظ سے بندہ میں پائی گئی ہے اس لحاظ سے صرف بندے کی صفت ہے۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ یہ صفت ہے ہی نہیں۔ لہٰذا شرک نہ بنا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے آپ کو بھی ولی کہا ہے اور اپنے بندوں کو بھی ولی کہا ہے۔ درجنوں اور بیسیوں ایسی آیات ہیں۔ یہی دیکھ لو۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ (پارہ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۵۷)

یہاں پر اللہ نے اپنے بندوں کو مومن فرمایا ہے کہ میں مومنوں کا ولی ہوں۔

آپ مومن ہیں ناں؟ آپ مومن ہیں' آپ میں سے ہر ایک مومن ہے' اپنے آپ کو مومن کہنے سے شرک نہیں ہوگا۔ ادھر دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ۔

(پارہ ۲۸، سورہ الحشر، آیت ۲۳)

فرمایا: مومن تو میں ہوں۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ فرماتا ہے:

المومن

مومن وہ ہے

تم کہتے ہو مومن ہم ہیں

وہ بھی مومن، تم بھی مومن، شرک نہیں ہے۔ کیوں؟ ہر ایک کو پتہ ہے کہ وہ مومن اور لحاظ سے ہے اور ہم مومن اور لحاظ سے ہیں۔ وہ مومن ہے، اُس کو کسی نے مومن بنایا نہیں اور ہم مومن ہیں تو اس کی عطا سے مومن ہیں۔

ان لوگوں کو کیا سمجھ نہیں ہے۔ اپنے آپ کو مومن کہتے ہوئے شرک لازم نہیں آتا اور حضرت علی ہجویری کو داتا گنج بخش کہتے ہوئے شرک لازم آتا ہے کیوں آتا ہے؟

ارے جو نام اللہ پر بولا گیا ہے، تم اپنے آپ پر وہی بول رہے ہو۔ خدا کہتا ہے میں مومن ہوں اور تم کہتے ہو، ہم مومن ہیں۔ کیوں مقابلہ کرتے ہو خدا سے۔ مقابلہ نہیں ہوگا ہر ایک کو پتہ ہے ہم بھی مومن ہیں اور وہ بھی مومن ہے مگر شرک نہیں ہے اس لئے کہ وہ مومن ذاتی طور پر ہے اور ہم مومن عطائی طور پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

(پارہ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۵۷)

خالق کائنات فرماتا ہے کہ اللہ ایمان والوں کا ولی ہے، کیا کرتا ہے؟

یخرجھم۔ انہیں نکالتا ہے

مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ۔ اندھیروں سے روشنی کی طرف

یہ اللہ کا یہاں وصف بیان کیا گیا ہے کہ اللہ وہ ہے جو لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لاتا ہے۔ اندھیروں سے روشنی کی طرف لانا یہ کس کا کام ہے؟ خدا کا کام ہے۔ لوگ کفر کے اندھیروں میں بھٹک رہے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان عطا فرمادیا

۔ لہٰذا کفر کی وادیوں سے ایمان کی جنت میں لانا، یہ کام کس کا ہے؟ اللہ کا

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔

(سورہ البقرہ: ۲۵۷)

اللہ ولی ہے اور اللہ ایمان والوں کو، ظلمت سے نور کی طرف لاتا ہے۔

اب یاد رکھنا یہ تیسرے پارے کی آیت ہے اب آگے سنو، تیرھویں پارے میں کیا ہے؟

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔ (پارہ ۱۳، سورہ ابراہیم، آیت ۵)

اے موسیٰ علیہ السلام ہم نے تجھ کو اپنی آیات دے کے بھیجا ہے کیوں بھیجا ہے؟

اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالو۔

اللہ نے تو اپنے نبیوں کی ڈیوٹی یہ لگائی ہے کہ جو بعض میرے کام ہیں وہ تم نے بھی کرنے ہیں۔ تمہارے کام اور ہوں گے اور میرے کام اور ہوں گے۔ فرق ہوگا، شرک نہیں ہوگا اس واسطے کہ مجھے کسی نے امر نہیں دیا اور تم میرے امر سے کر رہے ہو۔

کہاں کی منطق ہے جو ان لوگوں نے بنا رکھی ہے کہ ایک نام جب اللہ کیلئے بولا جائے گا تو کسی نبی ولی کیلئے نہیں بولا جائے گا۔

ارے اللہ کے حبیب علیہ السلام کے آٹھ سو نام ہیں۔ سرکار مدینہ کے آٹھ سو نام ہیں اور ان آٹھ سو میں سے اسّی (۸۰) نام وہ ہیں جو خالق کائنات کے بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ السلام کے بھی ہیں۔

اب اس فلسفے کے مطابق، اگر موسیٰ علیہ السلام ظلمات سے نور کی طرف نہیں نکالتے، ان لوگوں کی مشکل کشائی نہیں کرتے، حاجت روائی نہیں کرتے تو معاذ اللہ حکم پر عمل نہیں ہوگا۔ مشکل کشائی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دے کے ان لوگوں سے کروائی ہے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشکل کشائی کرنا تو نبیوں کا منصب ہے' حاجت روائی کرنا تو نبیوں کا منصب ہے' ظلمت سے نور کی طرف لانا نبیوں کا منصب ہے۔ اگر یہ نہ لاتے تو معاذ اللہ گنہگار ہو جاتے۔ قرآن مجید توحید اور شرک کو واضح کر رہا ہے...... خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ میں ظلمت سے نور کی طرف لانے والا ہوں اور یہ بھی فرمایا کہ میرے انبیاء کا بھی یہی کام ہے۔ فرق یہ ہے کہ مجھے کسی نے حکم نہیں دیا اور میں ایمان کا پیدا کرنے والا ہوں اور تم بھی ایمان بانٹتے ہو' تقسیم کرنے والے ہو۔ پہلی آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہ مقام' وہ وصف اپنا بیان کیا اور دوسری آیت میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا بیان کر رہا ہے۔

تیسری آیت:

الٓرٰ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔

(پارہ ۱۳، سورہ ابراہیم، آیت ۱)

اے محبوب! ہم نے یہ کتاب تجھ کو دی ہی اس واسطے ہے کہ لوگوں کو اندھیرے سے نور کی طرف لے جاؤ۔

یہ ہمارے آقا و مولا' حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ خطاب فرما رہا ہے کہ اے میرے محبوب! میں نے تجھ کو یہ قرآن اس واسطے دیا ہے کہ قرآن پڑھو' قرآن کی تلاوت کرو' قرآن کی تعلیمات کا درس دو' یہ عالم کفر و شرک سے بھرا پڑا ہے۔ قرآن پڑھتے جاؤ اور ان لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف لیتے جاؤ۔ ایک ہی وصف خالق کائنات نے اپنا بیان کیا' حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی بیان کیا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی بیان کر دیا اور بھی بہت سی آیات ہیں تو اگر ان لوگوں کا فلسفہ لیا جائے' جن کے ہاں شرک کا بیوپار اور تجارت عام ہوتی ہے' جن کے ہاں بات بات پر شرک کا فتویٰ لگایا جاتا ہے تو وہ بھی جانیں کہ خالق کائنات بھی علم رکھے' سرکار بھی علم رکھیں۔ اس کو بھی اختیار ہو' ان کو بھی اختیار ہو۔ وہ بھی مشکل کشائی کرے' یہ

بھی مشکل کشائی کریں۔ وہ بھی حاجت روائی کرے' یہ بھی حاجت روائی کریں۔

تو معاذ اللہ شرک لازم آ جائے' یہ گندی سوچ کا نتیجہ ہے۔ قرآنی فکر یہ ہے کہ اللہ کے بندے مشکل کشائی بھی کرتے ہیں' حاجت روائی بھی کرتے ہیں لیکن شرک لازم نہیں آتا۔ اس لئے کہ خالق کائنات حاجت روائی' مشکل کشائی کرتا ہے مگر وہ کسی کی عطا کا محتاج نہیں ہے اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کرتے ہیں لیکن اللہ کی عطا سے کرتے ہیں ورنہ کوئی مجھے ان آیات میں تطبیق دے کے دکھائے۔ ان کی سوچ اور فکر سے تو تضاد لازم آ جائے گا' قرآن قرآن سے ٹکرا جائے گا' قرآن آپس میں ایک دوسرے کی نفی کر دے گا۔ ایک جگہ یہ ہے کہ خدا ظلمت سے نور کی طرف لاتا ہے' دوسری طرف یہ ہے کہ سرکار لاتے ہیں' اس کا یہی صحیح مفہوم ہو سکتا ہے اور یہی ہے۔

خالق کائنات جل جلالہ بھی ظلمت سے نور کی طرف لاتا ہے' سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لاتے ہیں۔ وہ لاتا ہے تو لانے میں کسی کی طاقت کا محتاج نہیں ہے۔ سرکار لاتے ہیں تو اللہ کی دی ہوئی طاقت سے لاتے ہیں۔

پھر دیکھئے قرآن مجید برہان رشید میں ہے' یہ تو آپ جانتے ہیں کہ حفیظ کس کی صفت ہے؟ اللہ کی۔ حفیظ وہ ہے۔ ہماری حفاظت وہ کرتا ہے' ہماری نگرانی وہ کرتا ہے' ہمارا حافظ و ناصر وہ ہے' حامی و ناصر وہ ہے' وہ ہمارا حفیظ ہے۔

قرآن مجید میں خالق کائنات کو حفیظ کہا گیا۔ دوسرے مقام پہ اللہ کی مخلوق کو بھی حفیظ کہا گیا' کس طرح؟ اللہ فرماتا ہے:

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

(پارہ ۱۳، سورہ الرعد، آیت ۱۱)

آدمی کیلئے بدلی والے فرشتے ہیں اُس کے آگے پیچھے کہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہم نے ہر بندے کے ساتھ کچھ حفیظ رکھے ہیں' ہر بندے کے ساتھ ہمارے کچھ محافظ ہیں' وہ اللہ کے اذن سے اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔

بندے کی آنکھوں کے فرشتے کھڑے ہیں' بندے کے کانوں پہ فرشتے کھڑے ہیں' بندہ سوجاتا ہے اس کی نگرانی کرتے ہیں۔ اگر وہ فرشتے نہ ہوتے تو انسان کی آنکھیں ہر وقت دیکھ نہ سکتیں' اتنی آلودگی آنکھوں میں داخل ہو جاتی' اتنا غبار کانوں میں داخل ہو جاتا' اتنے حادثات کا بندہ شکار ہو جاتا۔ اللہ نے ہر بندے کے ساتھ کچھ محافظ رکھے ہیں۔ جو ہر وقت اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ اللہ خود بھی حفیظ ہے اور ادھر فرماتا ہے:

يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ (الرعد:۱۱)

وہ..... آگے پیچھے آنے والے فرشتے۔ کچھ کی ڈیوٹی دن کو ہوتی ہے' کچھ کی رات کو ہوتی ہے۔ تم اپنے کام میں مصروف ہوتے ہو' فرشتے تمہاری حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ وہ وصف جو خالق کائنات نے اپنا بیان فرمایا۔ دوسری جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فرشتوں کا بھی بیان فرمادیا۔ پھر دیکھئے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا:

اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ۔

(پارہ ۱۳، سورہ یوسف، آیت ۵۵)

آپ نے شاہ مصر کو کہا کہ مجھے زمین کے ان خزانوں کا نگران بنا دیجئے' مجھے ان پہ مامور کر دیجئے کہ

اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ (پارہ ۱۳، سورہ یوسف، آیت ۵۵)

میں حفیظ بھی ہوں' علیم بھی ہوں۔

میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں' علم والا بھی ہوں۔

اب قرآن مجید جہاں حفیظ اللہ تعالیٰ کو کہتا ہے وہاں حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی کہتا ہے۔ جہاں حفیظ اللہ تعالیٰ کو کہتا ہے' وہاں اللہ کے سارے فرشتوں کو بھی کہتا

ہے۔ جہاں قرآن مجید' علیم اللہ کی ذات کو کہتا ہے وہاں علیم یوسف علیہ السلام کو بھی کہا جا رہا ہے۔ اپنے ضمیر کے مفتی سے فتویٰ لے کر میری بات کی تائید کرنا۔ کیا یہ تعریف جو میں کر رہا ہوں قرآن مجید کی ساری آیات کا نچوڑ نہیں ہے کہ خالق کائنات کی ذات میں بھی کوئی شریک نہیں' اس کی صفات میں بھی کوئی شریک نہیں اور وہ صفات جو اس کی ہیں وہ صرف اس کی ہیں۔

اللہ کے بندے جتنے بھی ہیں' جن کے سارے عمل خود بیان کر رہے ہیں' ان کی تو یہ عطائی صفات ہیں اور میرا خدا وہ ہے جو عطائی صفات سے پاک ہے' جو عطائی صفات والا ہو' وہ محتاج ہوتا ہے' جو محتاج ہو وہ خدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا خدا کی توہین نہ کرو' خدا وہ ہے جو حاجتوں سے پاک ہے اور بندے وہ ہیں جو اللہ کے محتاج ہیں اور اللہ کے بندوں کے حاجت روا ہیں۔ ایک لفظ بول دیا' اُدھر بھی حفیظ' اِدھر بھی حفیظ۔ اُدھر بھی علیم' اِدھر بھی علیم۔ شرک نہ ہوا۔ اس واسطے کہ وہ علیم اور لحاظ سے ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام اور لحاظ سے ہیں۔

جتنی آیات میں نے پیش کی ہیں' ان کو آپ نے یاد کرنا ہے اور وہ جو لوگ ارد گرد گھومتے پھر رہے ہیں' آپ کو چھیڑتے ہیں تو آپ ڈگمگا جاتے ہیں' ان کی باتوں میں نہ آیئے۔ ہمارا مسلک وہ ہے جو صفہ میں پڑھایا گیا۔ ہمارا عقیدہ وہ ہے جو مسجد نبوی کے منبر شریف سے چلا' ہمارا عقیدہ وہ ہے جو قرآن کا عقیدہ ہے' سنت کا عقیدہ ہے' ہم کسی دوسرے عقیدے کو ماننے والے نہیں ہیں۔ یہ سچا عقیدہ ہے کہ کسی سے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ جو لوگ شرک کا نام لیں ان سے شرک کی تعریف پوچھ لیں۔ خدا کی قسم' مشرق و مغرب بدل سکتا ہے شرک کی ایسی تعریف نہیں کر سکتے جو قرآن وحدیث سے ٹکرانے والی نہ ہو' ورنہ ہمارا عقیدہ ماننا پڑ جائے گا۔ آخری بات کر رہا ہوں وہ یہ ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ (پارہ ۱۱، سورہ التوبہ' آیت ۱۲۸)

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوگو! تمہارے پاس میرے محبوب آئے ہیں' ان پہ گراں گزرتا ہے' جو تمہیں مشقت آتی ہے۔ وہ ویسے دنیا کے حریص نہیں ہیں۔ مگر تمہاری اچھائی کے بڑے حریص ہیں' تمہاری بہتری کے بڑے حریص ہیں۔ کون ہیں وہ؟

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

مومنوں کے رؤف بھی ہیں' رحیم بھی ہیں۔

اپنے لئے فرمایا: ان اللہ بالناس لرؤوف رحیم

خدا بھی رؤف ہے اور سرکار بھی رؤف ہیں۔

اللہ تعالیٰ بھی رحیم ہے' سرکار بھی رحیم ہیں۔

سرکار بھی رؤف ہیں' خالق کائنات کی ذات بھی رؤف ہے۔

وہی وصف جو اُدھر بیان کیا گیا' اس کو اِدھر بھی بیان کر دیا گیا۔

اگر ان لوگوں کی شرک کی تعریف مانی جائے۔ معاذ اللہ' قدم قدم پہ آیت آیت پہ شرک لازم آجائے گا۔ نہیں' نہیں' شرک یہ نہیں ہے اس لئے کہ خالق کائنات نے خود درس دیا ہے۔

فرمایا: میں بھی رؤف ہوں' میرے محبوب بھی رؤف ہیں۔ میں بھی رحیم ہوں' میرے محبوب بھی رحیم ہیں۔ فرق یہ ہے شرک اس واسطے نہیں کہ میں رؤف ہوں کہ مجھے کسی نے رؤف بنایا نہیں۔ میرے حبیب رؤف ہیں' میری عطا سے' میں رحیم ہوں' مجھے کسی نے رحیم بنایا نہیں اور میرے حبیب بھی رحیم ہیں' میری عطا سے رحیم ہیں۔ یہ وہ سچا عقیدہ ہے جو قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ لہٰذا غلط لوگوں کے غلط پراپیگنڈا سے اس غلط فہمی کا شکار نہ ہونا۔

اللہ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہمیں اس سچے عقیدہ پر قائم رکھے اور گمراہوں کو صراط مستقیم دے۔ آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

شرک کیا ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ اَوْفَوْا عَهْدَهٗ

اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پارہ ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت ۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والوں ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ واتم برہانہٗ واعظم شانہٗ کی حمد وثناء اور حضور پرنور شافع یوم النشور' دستگیر جہاں' غمگسار زماں' مولائے کل' ختم الرسل' جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے دربار گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد:

قابل صد عزّ وادب علماء ذیشان' وارثانِ منبر ومحراب' اصحاب فکر ودانش' ارباب فہم وفراست اور محتشم ومحترم قارئین حضرات اس سے قبل ''توحید کیا ہے؟'' میں توحید باری تعالیٰ پر بحث ہوئی اور شرک کا جو الزام ہم مسلمانوں پر اور جمہور اُمت پر لگایا جاتا ہے' اُس کی حقیقت بیان کی گئی کہ شرک کا یہ الزام Engineered انجینئرڈ الزام ہے' اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں' قرآن وسنت کی تعلیمات اس الزام کی نفی کرتی ہیں' اس پر ہم نے بہت سی آیات پیش کیں۔ اغیار کی سازش پر نام نہاد مسلمانوں کو خرید لیا گیا کیونکہ اگر ویسے ہی چور' چور کے روپ میں آئے تو آدمی چور سے ہوشیار ہو جاتا ہے لیکن یہی چور دوست کے روپ میں آجائے تو پھر اسے پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔

یونہی اگر ہمیں یہود ونصاریٰ اور صیہونی قوتیں للکارتیں تو ہمیں معلوم ہوتا' یہ پتہ ہوتا' ہر مسلمان پر یہ واضح ہوتا کہ یہ اس کا اور اس کے دین کا' اس کے عقیدہ کا دشمن ہے۔ یوں وہ اسے دیکھ کر اپنے عقیدہ کو محفوظ کر لیتا مگر یہ جو ''مارِ آستیں'' ہیں انہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتوں کے خرمن کو راکھ کرنا چاہا اور اپنے اس گندے فعل پر اغیار سے دادِ تحسین وصول کرنا چاہی مگر محبت رسول علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کی جو چنگاری ہمارے دلوں میں موجود ہے۔ خالق کائنات کے فضل وکرم سے یہ چنگاری شعلہ جوالہ ہی بنتی رہے گی' اسے کبھی بجھایا نہ جا سکے گا۔ یہ دور ایسا ہے کہ امام اہلسنّت' مجدد دین وملت حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہنا چوروں کی رکھوالی ہے

ایک ڈاکو' ایک رہزن' ایک چور بشکل دوست منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر براجمان ہو' جبہ پہنے ہو' سر پر دستار ہو' ہاتھ میں قرآن ہو' آیات قرآنی پڑھتے ہوئے رطب اللسان بھی ہو مگر مقصد اس کا دین اسلام لوٹنا ہو تو اپنے ضمیر کے مفتی سے اور غیرت ایمان

سے فیصلہ کر کے بتایئے کہ اس سے بڑا جرم اور کیا ہو سکتا ہے؟ اسی وجہ سے ہی تو ہم لوگ مارے گئے' ہمارے لوگوں کو اس لئے ہی با آسانی گمراہ کر لیا گیا۔ کیونکہ پہلے تو کوئی عیسائی انہیں لوٹتا' عیسائی یا یہودی انہیں راہ حق سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا' یہ دور سے ہی دیکھ لیتے اور باخبر ہو جاتے مگر یہاں مسئلہ گڑ بڑ اس لئے ہی ہوا کہ چوروں کی رکھوالی ہے۔ جو چور تھے' جو رہزن تھے' وہ رہبر ٹھہرے اور انہوں نے پھر کارواں کو لوٹنا شروع کر دیا اور پھر ہمارا رویہ یہ رہا کہ جب جنگل بھی سونا تھا اور رات کا وقت بھی تھا اور رات بھی اندھیری تھی اور سونے کی عادت بھی رہی چنانچہ اب بیداری ضروری ہے' رہزن وہ تھے اور ہیں' جنہوں نے مختلف اسلامی روپ اختیار کئے اور مختلف بدعقیدہ فرقوں سے ظاہر ہوئے۔

مسلک حق اہلسنّت وجماعت کے جو علماء کرام ہیں وہ تو سارے کے سارے ہی اللہ کے فضل وکرم سے' ظاہر وباطن کے لحاظ سے ہمارے عقیدہ کے بھی محافظ ہیں' ہمارے ایمان کے بھی محافظ ہیں۔ آپ اشارہ یقیناً سمجھ رہے ہوں گے' ہمیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ ہم کن لوگوں سے مخاطب ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہنا چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرا لیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

چور اتنے ہوشیار ہیں کہ آنکھ سے سرمہ بھی صاف چرا لے جاتے ہیں۔ اس حد تک ان کو مہارت دی گئی ہے۔ برطانیہ کی وزارت خارجہ نے اس حد تک ان کو پڑھا دیا ہے اور اس انتہا درجہ کی ان کی تربیت کر دی گئی ہے کہ وہ تمہارے جانتے ہوئے بھی آنکھوں سے سرمہ تک چرا لے جاتے ہیں' تم اتنے بھولے بھالے ہو' سو گئے ہو' تمہیں سونے کی پڑی ہے اور تم نے اپنی ایمان کی گٹھڑی ان کے حوالے کر دی ہے۔

کہہ دیتے ہو' وہ بھی تو قرآن پڑھتے ہیں' وہ بھی حدیث پڑھتے ہیں' ان کے

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چہروں پر بھی داڑھی شریف ہے' ان کے سروں پر بھی دستار مبارک ہے اور ان کے بھی مدارس ہیں اور ان کے بھی تلامذہ ہیں' ان کی بھی کتابیں ہیں۔ یہ ساری دلیلیں تو بھولے پن کا ثبوت ہیں۔ ان دشمنوں نے ایسے لوگوں کو منتخب ہی اس لئے کیا تھا کہ اگر باہر سے دشمن آ کر انہیں لوٹنے کی کوشش کرے گا تو یہ فوراً ہوشیار ہو جائیں گے۔ اگر انہی میں سے کوئی انہیں اندر ہی اندر لوٹتا رہے گا تو یہ مغالطہ میں رہیں گے کہ یہ تو ہمارا ہے' یہ تو ہمارا رہنما ہے' یہ ہمیں کیسے لوٹ سکتا ہے اور لوٹے بھی جائیں گے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس وقت سے ہی یہ سوچ دے دی تھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے تلے آنکھوں کو کھول کر گنبد خضریٰ کی روشنیوں میں چلنا تا کہ تمہیں کوئی گمراہ نہ کر سکے۔

تو یہ انگریز کی سازش پر' اُمت مسلمہ کے جمہور پر شرک کا فتویٰ لگایا گیا۔ شرک کا فتویٰ کس طرح لگایا گیا؟ کہ معاذ اللہ خالق کائنات کا مقام پست کرنے کی کوشش کر کے مخلوق کے ساتھ ملانے کی کوشش کی گئی اور جو اوصاف و مناصب اللہ کے بندوں کے ہو سکتے تھے' وہ اللہ کے ظاہر کر کے' اللہ اور بندے کو ملا کر' اللہ اور بندے کو شریک کرنے کی کوشش کرتے ہوئے' سادہ لوح مسلمانوں پر' اُمت مسلمہ کے جمہور پر شرک کا فتویٰ جڑ دیا گیا۔

ہم اس پر دلائل دے چکے ہیں' ابھی مزید دلائل سامنے لا رہے ہیں۔ خالق کائنات کے اذن سے کسی کا مددگار بننا' کسی کی مشکل کشائی کرنا' کسی کی حاجت روائی کرنا' اس ضمن میں ڈھیروں قرآنی آیات موجود ہیں' یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ اگر مشکل کشا ہونا یہ الوہیت کا معیار ہے یا حاجت روا ہونا یہ الوہیت کا معیار ہے تو پھر معاذ اللہ قرآن مجید میں ہی جا بجا شرک کے آثار نظر آئیں گے کیونکہ قرآن مجید کہیں تو فرشتوں کو مددگار ثابت کرتا ہے اور کہیں حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنکھیں تقسیم کرنے والا بتاتا ہے' کہیں انہیں مردے زندہ کرنے والا ذکر کرتا ہے اور کہیں کسی نبی کا کوئی منصب بیان کرتا ہے اور کسی کا کوئی مقام واضح کرتا ہے۔ خالق

کائنات جل جلالہٗ کا قرآن اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت' جس توحید کا پرچار کرتی ہے ہم تو بس اس توحید کو ماننے والے ہیں۔

غور کیجئے' یہ لوگ کہتے ہیں' نزدیک اور دور سے سننا اللہ کا خاصہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ دور سے تو وہ سنے جو دور ہو' افسوس ہے ان کے مبلغ علمی پر۔ اللہ عزوجل تو دور ہے ہی نہیں' جو دور ہے وہ خدا ہی نہیں۔ اللہ عزوجل کیلئے تم بھی مانتے ہو۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ (پارہ ۲۶، سورہ ق، آیت ۱۶)

اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔

جب خدا ہے ہی قریب' وہ دور ہے ہی نہیں تو پھر یہ کہنا کہ خدا وہ ہوتا ہے جو دور و نزدیک سے سنتا ہے خدا تو دور ہوتا ہی نہیں' وہ شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ لہٰذا اللہ عزوجل قریب ہے' اسے دور سے سننے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ (بریں علم و دانش بباید گریست) یہ تو اللہ کے بندے ہیں جو اس کی عطاؤں سے قریب سے بھی سنتے ہیں اور دور سے بھی۔ آؤ دیکھتے ہیں اور تمہیں دکھاتے ہیں کہ:

جب حضرت سلیمان علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لشکر جا رہا تھا تو تین میل کی دوری سے آپ کے اس لشکر کی گھن گرج ایک چیونٹی نے سن لی۔

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

(پارہ ۱۹، سورہ النمل، آیت ۱۸)

ترجمہ: ''یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے۔ ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ' تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں''۔

چیونٹیوں کی جو بادشاہ تھی' ان کی جو ملکہ چیونٹی تھی' وہ آپ کے لشکروں کی گھن گرج سن کر بول پڑی اور چیونٹیوں سے کہنے لگی ''تم سب اپنے اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ' کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر گزریں یا پڑاؤ

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ڈالیں تو لشکریوں کی بے خبری میں' اگرچہ حضرت سلیمان علیٰ نبینا علیہ السلام بڑے عادل مزاج ہیں' کہیں تم ان کے قدموں کے نیچے نہ آجاؤ۔ لہٰذا میں یہ چاہتی ہوں کہ تم ان کی آمد سے پہلے ہی اپنے اپنے سوراخوں میں داخل ہوجاؤ' جب چیونٹیوں کی ملکہ یہ بات کر رہی تھی تو ادھر حضرت سلیمان علیہ السلام بھی تین میل کی دوری سے اس کی بات کو سن رہے تھے۔ قرآن بیان کرتا ہے:

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ۔ (پارہ ۱۹، سورہ النمل، آیت ۱۹)

تو اس کی بات سے مسکرائے اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا۔

حضرت سلیمان علیٰ نبینا علیہ السلام چیونٹی کی آواز سن کر مسکرا پڑے' کہاں سے؟ تین میل دور سے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام تین میل دور سے کسی بہت بڑے جانور کی نہیں' بلکہ معمولی سی چیونٹی کی معمولی سی آواز کو تین میل دور سے سن لیا' جس چیونٹی کو ہم اگر اپنے کان میں بھی گھسالیں تو پھر بھی اس کی آواز کو سن نہیں سکتے تو جو رسولوں کے امام ہیں' قائد المرسلین ہیں' جو خالق کائنات کی دی ہوئی عظمتوں کی معراج پر فائز ہیں' وہ گنبد خضریٰ میں اپنے غلاموں کی آوازوں کو کس طرح نہیں سن سکتے۔

توحید بس وہی بیان کرو جو توحید ہے۔ اس میں جو تھوڑی سی بھی گڑ بڑ ہوگئی تو شرک لازم آجائے گا۔

وجوب وجود میں اور اللہ کے استحقاق عبادت میں جو الوہیت کا خاصہ ہے اس میں کسی کو خالق کائنات کے ساتھ نہ حقیقتاً شریک کرو اور نہ مجازاً شریک کرو۔ اللہ کی ذات میں بھی کوئی شریک نہیں اور صفات میں بھی کوئی شریک نہیں۔ اللہ کی صفات عطائی نہیں

ہیں' ان مناصب پر عطائی طور پر اللہ کے بندے فائز ہیں۔

قرآنِ مجید کی گواہیاں سنو اور دیکھو اٹھارہواں پارہ ہے۔ خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰی مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۝

(پارہ ۱۸، سورہ نور، آیت ۲۱)

اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہ ہو سکتا' ہاں اللہ ستھرا کر دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو اے صحابہ تم میں سے کوئی بھی پاک نہ ہو سکتا' اللہ کا فضل نہ ہوتا تو تم اپنے آپ پاک نہ ہو سکتے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ۔

لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ستھرا کر دیتا ہے۔

اللہ جسے چاہتا ہے اسے مطہر بنا دیتا ہے' اللہ جسے چاہتا ہے اس کے دل پر سے غفلت کے پردے دور کر دیتا ہے۔ اس سے شیطان کی نحوست ختم کر دیتا ہے اور اس کے دل کو مقدس اور مطہر بنا دیتا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ تزکیہ کرنا اللہ عزوجل کا کام ہے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ۔ اللہ تزکیہ کر دیتا ہے

اللہ تزکیہ کرتا ہے

تزکیہ دینے والا خدا تعالیٰ ہے اور مطہر خدا ہے۔ لہٰذا جب یہ ثابت ہو گیا تو آیئے اب دوسری جانب چلتے ہیں۔ اللہ کا قرآن ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ o (پارہ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۶۴)

"بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"۔

دیکھئے: خالق کائنات منصب کیا بیان فرمارہا ہے؟

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ

فرمایا: اے محبوب! ہم نے تمہیں بھیجا ہی اس واسطے ہے کہ قرآن پڑھتے جاؤ' لوگوں کے دلوں کو صاف کرتے جاؤ۔

ایک طرف تزکیہ اللہ نے اپنی جانب منسوب کیا "میں مذکی ہوں" میں تزکیہ دینے والا ہوں' میں پاک کرتا ہوں' میں صاف کرتا ہوں اور دوسری جانب فرمایا: محبوب تمہیں بھیجا ہی بس اس واسطے ہے۔ يُزَكِّيْهِمْ کہ آپ ان کے دلوں کا تزکیہ فرمادیں۔ جن دلوں میں مدتوں سے کفر سمایا ہوا ہے' جن دلوں میں لات ومنات کی محبت ہے' جو دل سیاہ ہیں۔ محبوب میں نے تمہیں جلووں کا تاج اس لئے پہنایا ہے کہ تمہاری چمک پڑے' سارے دل روشن ہوجائیں اور صاف ہوجائیں۔

بدمذہب کہتے ہیں جو صفت اُدھر مانی جاتی ہے اگر وہی صفت کسی لحاظ سے بھی اِدھر مانی جائے گی تو شرک ہوجائے گا مگر قرآن مجید نے بیان کیا کہ تزکیہ دینے والا خدا تعالیٰ ہے۔ قرآن پاک نے ہی یہ بھی بیان فرمایا کہ تزکیہ دینے والے اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں' مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ ایک ہی وصف ہے' ایک ہی منصب ہے' ایک ہی کام ہے اور ایک ہی بات اللہ کیلئے بیان کی جارہی ہے اور سرکار

صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی بیان کی جارہی ہے' مگر شرک نہیں اس لئے کہ اللہ کا تزکیہ دینا اور اعتبار سے ہے اور اللہ کے محبوب کا تزکیہ دینا اور اعتبار سے ہے۔ دونوں پر ایک وصف بولا تو جارہا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اللہ تزکیہ دیتا ہے تو اسے کسی نے مزکی بنایا نہیں ہے۔ اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مزکی ہیں تو اللہ کی عطا سے مزکی ہیں۔ وہ بھی تزکیہ دیتا ہے' یہ بھی تزکیہ دیتے ہیں۔ وہ بھی دلوں کو صاف کرتا ہے' یہ بھی دلوں کو صاف کرتے ہیں مگر وہ صاف کرتا ہے کس طرح؟ ان رسولوں سے صاف کرواتا ہے' اس نے رسول بھیجے ہیں۔

فرمایا: تمہارا منصب یہ ہے' تمہارا یہ کام ہے' تمہیں اس لئے بھیجا ہے کہ جاؤ مدتیں گزر گئیں' دل ویران ہوچکے ہیں۔ عقیدتوں کے گلستان اُجڑے پڑے ہیں' عبادت کے گلستانوں پر خزاں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں' کائنات میں کفر وشرک کے آثار نمودار ہوگئے ہیں' عقیدتوں کے باغات ویران ہوگئے ہیں' جاؤ عالم آب وگل میں' دنیا میں کفر وشرک کو مٹا کر میری توحید کے پرچم لہرادو۔

لہٰذا یہ تزکیہ ہورہا ہے جسے ایک طرف خالق حقیقی نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ دوسری طرف لوگوں کو یہ بھی بتادیا کہ لوگو! شرک نہ سمجھنا' میں یہی عہدہ ومنصب اپنے محبوب کو بھی دے رہا ہوں۔ فرق یہ ہے کہ مجھے کسی نے دیا نہیں اور محبوب کو میں نے دیا ہے۔

پھر دیکھئے: خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ ...... (پارہ۲۲، سورہ احزاب، آیت ۳۷)

ترجمہ: اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنہ کا اندیشہ تھا اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو۔

محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو فرما رہے تھے تو خالق کائنات نے قرآن نازل فرمادیا:

محبوب جس وقت تم نے زید بن حارثہ سے بات کی' وہ زید بن حارثہ کون؟ ان کا تعارف کیا ہے؟ فرمایا:

اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِ (سورہ احزاب:۳۷)

محبوب وہ زید بن حارثہ جس پر میں نے بھی انعام کیا ہے' آپ نے بھی جس پر انعام کیا ہے۔

اَنۡعَمَ اللّٰہُ میں فاعل اللہ کی ذات ہے

اَنۡعَمۡتَ میں فاعل مصطفےٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہے۔

گویا کہ خالق کائنات فرماتا ہے:

لوگو! میں بھی منعم ہوں' میرا محبوب بھی منعم ہے۔ میں وہ خدا ہوں جس کا محبوب بھی منعم ہے۔ لہٰذا میرے مقام کو پست نہ کرنا' میں عظیم ہوں' اس طرح عظیم ہوں کہ میں جب اپنے بندوں کو محبوب بنالیتا ہوں تو وہ بھی انعام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک منصب ہے' ایک وصف ہے' منعم ہونا' انعام کرنا' انعام کتنا عام لفظ ہے۔

بچوں کا انعام' بیٹوں کا انعام' علم کا انعام' ہدایت کا انعام' جان کا انعام' مال کا انعام' آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالق کائنات فرما رہا ہے:

''محبوب! میں بھی انعام کرنے والا ہوں تم بھی انعام کرنے والے ہو''

اللہ کا قرآن ہے' جس سے توحید کا بیان ہے۔ ایک ہی وصف سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی منسوب ہوا اور اللہ عزوجل کی طرف بھی منسوب ہوا۔ شرک نہ ہوا کیونکہ خالق و مالک کائنات منعم حقیقی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منعم مجازی ہیں۔

اللہ بھی منعم' اللہ کے محبوب بھی منعم' مگر شرک نہیں کیونکہ خالق کائنات انعام کرتا ہے تو کسی کے اذن سے نہیں کرتا' کسی سے پوچھ کر نہیں کرتا اور وہ کسی سے کچھ لے کر نہیں کرتا بلکہ خود کرتا ہے' اپنی طاقت وقدرت سے کرتا ہے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بھی انعام کرتے ہیں مگر یہ اللہ کے اذن سے' اس کی عطا سے کرتے ہیں۔ لفظ ایک ہی بولا گیا ہے۔ ہم سب کا عقیدہ ہے کہ کوئی نبی' کوئی ولی اپنے آپ' از خود ایک پتہ بھی نہیں ہلا سکتا۔ اللہ کے اذن سے اللہ کے بندے ہو کر' معبود نہیں بلکہ بندے ہو کر بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ لوگوں کو مغالطہ دینے کیلئے وہ بتوں والی آیات پڑھتے ہیں۔ مغالطہ نہ دو کیونکہ بتوں کے پجاری ان کو معبود سمجھتے ہوئے ان کے قریب جاتے تھے جبکہ ہم کسی کو خدا کے علاوہ معبود نہیں کہتے' ہم انہیں معبود نہ سمجھتے ہوئے اللہ کے قرب کا وسیلہ جانتے ہیں۔

وہ خدا تعالیٰ منعم ہے' محبوب خدا بھی منعم ہیں۔ وہ بھی رحیم ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بھی رحیم ہیں۔ وہ بھی تزکیہ دیتا ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تزکیہ دیتے ہیں۔ وہ بھی رؤف ہے' آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی رؤف ہیں۔ وہ بھی خبیر ہے' مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خبیر ہیں۔ لہٰذا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں سے ایسے اسماء بھی ہیں جو میرے اور تمہارے خداوند قدوس کے بھی اسماء ہیں۔ یہی اسماء جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے لئے پسند فرمائے ہیں وہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی پسند فرمائے ہیں۔

آپ دیکھتے جایئے:

يَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوۡا وَلَقَدۡ قَالُوۡا كَلِمَةَ الۡكُفۡرِ وَكَفَرُوۡا بَعۡدَ اِسۡلَامِهِمۡ وَهَمُّوۡا بِمَا لَمۡ يَنَالُوۡا وَمَا نَقَمُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ اَغۡنٰٮهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ مِنۡ فَضۡلِهٖ فَاِنۡ يَّتُوۡبُوۡا يَكُ خَيۡرًا لَّهُمۡ وَاِنۡ يَّتَوَلَّوۡا يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيۡمًا فِى الدُّنۡيَا

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ o

(پارہ ۱۰، سورہ توبہ، آیت ۷۴)

ترجمہ: اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آ کر کافر ہو گئے اور وہ چاہا تھا جو انہیں نہ ملا اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا' دنیا اور آخرت میں اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا' نہ مددگار۔

فرمایا: محبوب ان لوگوں کو کیا لگا؟ یہی نا کہ ان لوگوں کو اللہ نے بھی غنی کر دیا اور اللہ کے رسول نے بھی غنی کر دیا۔

غنی کرنے کی نسبت اللہ نے اپنی طرف بھی فرمائی اور ساتھ ہی اپنے محبوب کی طرف بھی فرما دی۔

اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ (سورہ توبہ:۷۴)

غنی کرنا' مال دینا' مشکل کشائی کرنا' حاجت روائی کرنا' اللہ کا قرآن اعلان کر رہا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"میں بھی انعام کرتا ہوں' میرا محبوب بھی انعام کرتا ہے۔ اے لوگو! تمہاری خالی جھولیاں میں بھی بھرتا ہوں' میرا محبوب بھی بھرتا ہے"۔

اللہ کا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا o (پارہ ۶، سورہ النساء' آیت ۱۵۰)

ترجمہ: وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں اللہ سے اس کے

رسولوں کو جدا کر دیں اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں۔

یہ کہاں کی توحید ہے؟ خدا اور اسکے رسولوں کے درمیان فرق کرنے والے یہ لوگ کس طرح فرق کرتے ہیں؟ اللہ نے تو جہاں اپنا ذکر فرمایا ہے' وہاں ہی اپنے محبوب پاک کا بھی ذکر کیا ہے۔ انعام کی بات ہوئی تو فرمایا میں بھی انعام کرتا ہوں اور اے محبوب تم بھی انعام کرتے ہو' غنی کرنے کی بات ہوئی تو بھی فرمان ہوا کہ میں بھی کرتا ہوں اور اے حبیب تم بھی غنی کرتے ہو' میں دولتیں دیتا ہوں' تم بھی دولتیں بانٹتے ہو۔ گویا کہ فرمایا ان اوصاف میں میرے ساتھ کوئی کسی قسم کی ہمسری نہ سمجھے' اس لئے کہ میں دیتا ہوں تو کسی سے لے کر نہیں دیتا' میرے حبیب بھی دیتے ضرور ہیں مگر وہ میرے دینے سے دیتے ہیں' میری عطا سے دیتے ہیں۔ بات ایک ہی ہے فرق پہلے بیان ہو چکا ہے اس لئے شرک لازم نہیں آتا۔ پھر دیکھئے!

اللہ تعالیٰ نے جب یہ بیان فرما لیا تو فرمایا

وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (سورہ التوبۃ:۷۴)

انہیں کیا برا لگا یہ کہ انہیں غنی کر دیا (کس نے؟) اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے۔

کس طرح اور کس سے غنی کر دیا؟

مِنْ فَضْلِهٖ۔ اپنے فضل سے

جب دو چیزوں کا ذکر تھا تو مناسب یہ تھا کہ تثنیہ کی ضمیر لائی جاتی یعنی

اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهِمَا

کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

ذکر اگرچہ دو کا تھا مگر خالق کائنات نے ضمیر واحد کی ہی استعمال کی۔

اور بتا دیا کہ مجھ میں اور میرے محبوب میں فرق نہ کرنا۔

میرا فضل اور میرے محبوب کا فضل' یہ ایک ہی فضل ہے' دو نہیں ہیں۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں بھی غنی کرتا ہوں' میرا محبوب بھی غنی کرتا ہے اور جس فضل سے غنی کرتا ہے وہ میرا ہی فضل تو ہے۔ یہی میرے حبیب کا فضل ہے۔ اس کے علاوہ اس کی اور کوئی تقریر نہیں ہو سکتی۔ سارے محدثین و مفسرین اس پہ متفق ہیں۔ بظاہر تثنیہ کی ضمیر ہی چاہیئے تھی کہ پیچھے دو کا ذکر ہو رہا ہے۔ غنی کرنے والے دو ہیں' خدا تعالیٰ بھی اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی۔ اس کے باوجود "من فضلہ" ہی ہے۔ "من فضلھما" نہیں ہے۔ اشارہ اس طرف کیا گیا ہے کہ یہ فضل جدا' جدا نہیں ہے کہ تثنیہ کی ضمیر لائی جاتی۔ ہاں صحیح ہے کہ ذاتیں اگر چہ جدا جدا ہیں مگر فضل دونوں کا ایک ہی ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ○ (پارہ ۱۰، سورہ توبہ، آیت ۵۹)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے' جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول' ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

اگر وہ راضی ہو جاتے اس پر جو عطا کیا ان کو (کس نے؟) اللہ عزوجل نے اور اس کے رسول نے۔

یہ لوگ گنبد خضریٰ کی اور روضۂ پاک کی جالیوں سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کو مٹانے' پیچھے کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں مگر قرآن سے کون مٹا سکتا ہے؟ ان کا باپ بھی نہیں مٹا سکتا۔ پھر عرشِ الٰہی سے اسے کون مٹا سکتا ہے' جنت کے پتے پتے سے اسے کون مٹا سکتا ہے۔ اللہ نے اپنے حبیب کا نام ہر جگہ ہی اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔

کیا تم ساری آیات سے ہی رسول کا لفظ نکال سکو گے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ ......

(پارہ ۱۰، سورہ التوبہ' آیت ۵۹)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے۔

وہ خوش ہو جاتے' کس پر؟ جو انہیں عطا کیا اللہ تعالیٰ نے اور عطا کیا اللہ کے رسول نے۔ اللہ تعالیٰ نے دینے کی نسبت' عطا کرنے کی نسبت' نوازنے کی نسبت' انعام کرنے کی نسبت' غنی کرنے کی نسبت اپنی طرف بھی فرمائی ہے اور ساتھ ہی اپنے محبوب کی طرف بھی فرمائی ہے۔

ان لوگوں کو جو انجینئرڈ (Engineered) شرک کا فتویٰ ہم پر لگاتے ہیں کیا انہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کا اللہ تعالیٰ سے زیادہ خیال ہے؟۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن اُتارتے ہوئے یہ کیوں نہ کہا؟ کہ اپنے نام کے ساتھ سے باقی نام ہٹاتا جاؤں' کہیں میرے نام کے ساتھ کوئی نام نہ آ جائے بلکہ وہ تو چاہتا ہی یہ ہے کہ وہ ہی محبت اس کی بارگاہ میں منظور ہو گی جس محبت والے سینے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ہو گی۔

اس محبت کے علاوہ خدا کسی محبت کو پسند نہیں فرماتا۔ لہٰذا یہ وہم نکالنے کیلئے فرمایا: یہ محبوب کوئی عام محبوب نہیں بلکہ محبوب تو ایسے محبوب ہیں' ان کا مقام بڑا بلند ہے۔ لہٰذا جہاں جہاں اپنا تذکرہ فرمایا ہے' انعام دینے میں' نعمتیں عطا کرنے میں' وہاں ہی ساتھ ساتھ اپنے حبیب کا بھی ذکر فرما دیا۔

پھر دیکھئے ہمارا پختہ ایمان اور عقیدہ ہے کہ بیٹے تو خدا ہی دیتا ہے لیکن ہم پر بدمذہبوں نے الزام یہ لگایا کہ بیٹے تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر یہ (یعنی ہم اہلسنّت و جماعت) کہتے ہیں کہ اللہ کے بندے بھی بیٹے عطا کرتے ہیں۔ ہماری ان گزارشات کو یاد رکھئے گا اور ان قرآنی آیات کو۔ ہم بانگ دہل کہہ رہے ہیں' سولھویں پارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ بات ہمارے لئے ثابت فرمائی کہ میں وہ خدا ہوں جس کے بندے بھی بیٹے تقسیم کر سکتے ہیں۔ ہاں اس کے اذن کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتے مگر اذن کے ساتھ سب کچھ کر سکتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس وقت حضرت مریم علیہا السلام کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا:

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا

(پارہ ۱۶، سورہ مریم، آیت ۱۹)

ترجمہ: بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

اے مریم (علیہا السلام) مجھ سے پردہ نہ کرو، میں تمہارے رب کا پیغام لانے والا ہوں، میں کیوں آیا ہوں؟

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔ (بحوالہ مذکورہ بالا)

میں تمہیں زکی بیٹا دینے کیلئے آیا ہوں۔

لِاَهَبَ۔ میں عطا کروں، یعنی میں دوں۔

جبرائیل امین علیہ السلام نے بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کر دی۔ اولاد کے بارے خالق کائنات نے فرمایا کہ میں اولاد سے پاک ہوں۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ۔

(پارہ ۱۷، سورہ انبیاء، آیت ۲۶)

ترجمہ: اور بولے رحمٰن نے بیٹا اختیار کیا، پاک ہے وہ بلکہ بندے ہیں عزت والے

یہ فرشتے تو میرے عزت والے بندے ہیں، تو قرآن نے یہ ثابت کر دیا وہ اللہ ہے، جس کے اذن سے اس کے بندے بیٹے عطا کرتے ہیں "لاھب" میں ھبہ کروں، میں تجھ کو عطا کروں، میں تجھ کو دوں۔ اللہ کی طرف سے آیا ہوں۔ اپنی طرف دینے کی نسبت کر دی اس لئے کہ جو خالق کائنات کا ہو جائے اور اس کا ہو کر زندگی بسر کرے تو خالق کائنات بھی پھر اسے ایسے منصب پر فائز کرتا ہے کہ وہ آگے لوگوں پر انعام کرتا ہے، ان پر اکرام کرتا ہے، انہیں نوازتا ہے اللہ کے حکم اور اذن سے بیٹے بھی عطا کر سکتا ہے۔

پھر یہ لوگ کہتے ہیں، مافوق الاسباب مدد کے بارے میں، یہ تو بہت بڑا شرک

ہے۔ ڈاکٹر سے، حکیم سے، بلکہ ہر طرف مدد کا سلسلہ جو چلتا نظر آتا ہے۔ یہ مدد تو ماتحت الاسباب ہے جبکہ تم مافوق الاسباب مدد مانگتے ہو۔ بیٹھے یہاں ہوتے ہو اور پکارتے ہو بغداد والی سرکار کو۔ اور پاکستان سے سرکار مدینہ کو بھی پکارنے لگ جاتے ہو، یہ مدد مافوق الاسباب ہے اور ہم جو مدد لیتے ہیں وہ تحت الاسباب ہے وہ تو شرک نہیں ہے۔ البتہ تم شرک کرتے ہو۔ معاذ اللہ

ہم جواب دیتے ہیں: ادھر ہم تمہیں آیت سنا رہے ہیں، جس میں مدد مانگی گئی اور مدد کی گئی اور ہے بھی مافوق الاسباب، ماتحت الاسباب نہیں۔

حضرت سلیمان علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا دربار سجائے بیٹھے ہیں۔

فرماتے ہیں:

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ۔

(پارہ ۱۹، سورہ النمل، آیت ۳۸، رکوع ۱۸)

ترجمہ: سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے درباریو! تم میں کون ہے؟ کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہوں۔

فرمایا: کون ہے تم میں سے جو بلقیس کا تخت سینکڑوں میل دور سے اُٹھا کر میرے پاس لے آئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس وقت بیت المقدس میں تھے اور تخت بلقیس "سبا" میں تھا دونوں مقامات کے درمیان دو مہینے کی مسافت ہے۔

یہ ایک لحاظ سے مافوق الاسباب مدد ہی تو ہے نہ کہ تحت الاسباب، اتنے وقت میں، اتنا سفر اتنی وزنی چیز کو اُٹھا کر کون لا سکتا ہے؟ یہ ڈاکٹر کی گولی، ٹیکہ سے کرنے والی مدد تو نہیں، یہ قربانی کی کھالوں سے ہونے والی مدد نہیں۔ یہ مدد ماتحت الاسباب مدد نہیں، یہ مدد مافوق الاسباب ہی مدد ہے اور پھر اس مدد کا ثبوت کہاں سے ہو رہا ہے؟ قرآن سے ہو رہا ہے اور پھر قرآن پاک کے بیان کے مطابق حضرت سلیمان علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو رہا ہے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے کہا کہ تخت اس کا بڑا دور ہے اور اس نے میری طرف خط بھیجا ہے۔ اے میرے مصاحبو! میرے پروگرام اور محفل میں بیٹھنے والو تم میں سے کون ہے؟ جو اتنے طویل فاصلے سے' اتنی دور سے تخت لے آئے اور اس کے پہنچنے سے قبل وہ تخت یہاں میرے پاس ہو۔

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ○ (پارہ ۱۹، سورہ النمل، آیت ۳۹)

ترجمہ: ایک بڑا طاقتور جن بولا کہ وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔

دیکھئے اللہ کے نبی اتنے عظیم ہوتے ہیں کہ ان کے دوست کے پاس جو بیٹھنے والے ہوتے ہیں وہ بھی بڑی قوتیں رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ایک جو بہت بڑا جن تھا' کہنے لگا میں لے کے آتا ہوں' وقت کتنا لگے گا؟

قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ۔ (پارہ ۱۹، سورہ النمل، آیت ۳۹، رکوع ۱۸)

ترجمہ: قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں۔

یعنی یہ مجلس ختم نہیں ہوگی۔ آپ کے یہاں سے اُٹھنے سے پہلے پہلے سینکڑوں میل دور سے تخت آپ کی خدمت میں لاکر حاضر کردوں گا۔ جس نے یہ کہا وہ تو ایک جن تھا۔ دریں اثناء ایک بول اُٹھا:

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ۔ (پارہ ۱۹، سورہ النمل، آیت ۴۰، رکوع ۱۸)

ترجمہ: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔

اب ہم منکرین سے سوال کرتے ہیں کہ اگر اللہ کے بندوں سے مدد چاہنا شرک ہے تو حضرت سلیمان علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے کیوں نہ کہا تھا

کہ اے میرے رب ذوالجلال! مافوق الاسباب مدد مانگنا چونکہ شرک ہے لہٰذا تو خود اس تخت کو وہاں سے اُٹھا کر یہاں رکھ دے یا اللہ عزوجل سے اتنا ہی کہہ دیتے کہ یا اللہ عزوجل فرشتوں کو حکم دو کہ وہ تخت اُٹھا کر یہاں لے آئیں۔

آپ نے ایسا کچھ بھی نہ کیا بلکہ آپ حضرت سلیمان علیہ السلام بندے کی عظمت ظاہر فرما رہے ہیں کہ یہ خاکی انسان ہے' اگر خام ہے تو کچھ بھی نہیں لیکن اگر یہی مٹی کی صورت پختہ ہے' کامل الایمان ہے تو پھر بندہ پوری کائنات پر کنٹرول کرتا نظر آتا ہے۔

تم میں سے کون ہے جو تخت لانے کی ذمہ داری اُٹھائے؟ معاذ اللہ' معاذ اللہ یہ کوئی عام اور جاہل انسان تو نہ تھا جو سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں کی صلاحیتوں سے ناواقف ہو اور سوال کر رہا ہو۔

اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ۔ (پارہ ۱۹، سورہ النمل، آیت ۳۸، رکوع ۱۸)

ترجمہ: تم میں کون ہے کہ وہ (اس کا تخت) میرے پاس لائے۔

کون ہے جو اتنی دور سے تخت لائے گا۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نبی ہو کر ایسی مدد کا سوال کرنا' اس بات کی دلیل کہ تمام ادوارِ نبوت میں یہ مسئلہ طے شدہ رہا ہے۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید نے یہ ثابت کردیا۔ حضرت سلیمان علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں کہ دیوار کے پیچھے سے یا دو دیواروں کے پیچھے سے بلکہ بہت دور سے فرمایا وہ آرہی ہے' لشکر بھی اس کے ساتھ ہے' اس کے آنے سے پہلے پہلے اس کا تخت یہاں آنا چاہیئے۔ اس پر ایک ''جن'' نے تو کہا کہ مجلس برخاست ہونے سے قبل لے آؤں گا مگر اللہ کے ولی نے کہا کہ میں پل مارنے سے پہلے لے آؤں گا' آپ کی آنکھ جو کھلی ہے اس کے جھپکنے سے پہلے میں تخت یہاں حاضر کردوں گا۔

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ۔ (پارہ ۱۹، سورہ النمل، آیت ۴۰، رکوع ۱۸)

ترجمہ: پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور پھر ہوا بھی یوں ہی کہ حضرت سلیمان علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنکھ ابھی جھپکی نہ تھی کہ تخت سامنے موجود تھا۔ ولی اللہ کی طاقت' اللہ کے بندے کی طاقت کا حال ملاحظہ فرمایئے۔ وہ اللہ عزوجل خود کتنی عظمتوں والا ہوگا' جس کے نبیوں کے غلام اتنی عظمتوں والے ہیں کہ حضرت سلیمان علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تو ایک جن بول اُٹھا ہے پھر ایک ولی اُٹھتا ہے۔ قوت اتنی ہے کہ کائنات کے ایک کونے سے اتنا بھاری بھرکم تخت اُٹھا کر آپ کے قدموں میں رکھ دیا ہے۔

پوچھتے ہیں کہ دستگیری کوئی کیسے کرسکتا ہے؟ کوئی غوث اعظم کیسے بن سکتا ہے۔ کوئی گنج بخش کیسے ہوسکتا ہے' کوئی غریب نواز کیسے ہوسکتا ہے؟ تو ہم کہتے ہیں کہ تمہیں مضمون قرآن کی کوئی خبر نہیں' تمہیں تعلیماتِ قرآن کی کچھ خبر نہیں ۔ یہ مدد مافوق الاسباب مدد تھی۔ اللہ عزوجل کے ''نبی'' نے مانگی اور اللہ عزوجل کے ''ولی'' نے مدد کر کے ثابت کردیا کہ قرآن مافوق الاسباب مدد کو بھی جائز سمجھتا ہے۔

حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اگر چاہتے تو خود بھی اشارے سے تخت منگوا سکتے تھے مگر ثابت یہ کرنا تھا کہ ہمیں تو اللہ عزوجل نے نبوت دی ہے مگر دیکھو کہ ہمارے قدموں میں بیٹھنے والوں کی قوتیں کتنی بڑی اور کتنی زیادہ ہیں۔ وہ بھی اگر چاہیں تو اتنی دور کی مسافت سے' اتنے میلوں سے اور اتنے طویل فاصلے سے' کئی مہینوں' کئی ہفتوں' کئی گھنٹوں کے بعد نہیں بلکہ آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے اتنا بھاری بھرکم تخت لاکر اپنے نبی کے قدموں میں رکھ سکتے ہیں۔

یاد رکھئے! ہم بار بار آپ کو یہ احساس دلا رہے ہیں کہ ہم کسی داستان' یا کسی دیوان کا حوالہ نہیں دے رہے بلکہ آپ کے سامنے قرآنِ مجید فرقان حمید کا حوالہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جن لوگوں نے شرک کا کاروبار چلا رکھا ہے اور جن

کی مشینریوں سے شرک کے فتوؤں کے علاوہ کچھ نکلتا ہی نہیں ان سے کہتا ہوں اگر تمہارے شرک کے فتوے لگیں گے تو یہ سارے قرآن پہ لگ جائیں گے۔ قرآن مجید' فرقان حمید تو ایسی باتوں سے' ایسے بیان سے بھرا پڑا ہے جو اللہ عزوجل کی اتنی عظمت بیان کررہا ہے کہ وہ خدا اتنا عظیم ہے کہ جس نے اپنے بندوں کو بھی حاجت روائی اور مشکل کشائی جیسے منصب عطا کئے ہیں۔ مشکل کشا کا لفظ بولنے سے کچھ ناہجار گنوار سے لوگ کانپ اُٹھتے ہیں اور صرف اللہ عزوجل کو مشکل کشا مانتے ہیں۔ ارے اس مقام پر اتنی دور سے تخت لانا' منگوانا' مشکل تو تھا ہی اور اللہ کے ولی نے اس مقام پر مشکل کشائی کی۔

اس لئے پتہ یہ چلتا ہے کہ یہ منصب تو اللہ عزوجل کے اذن سے مخلوق کے بھی منصب ہیں' عطائی طور پر یہ بندوں کو بھی حاصل ہیں اور اللہ عزوجل کا تو یہ منصب ہی نہیں کہ وہ کسی سے پوچھ کر کچھ کرے یا کسی کی عطا سے کچھ کرے کیونکہ وہ محتاج نہیں ہے۔ اس کے اوصاف یہ ہیں کہ وہ خود سب کچھ کرتا ہے' کسی کی عطا کا محتاج نہیں ہے' کسی کے اذن کا محتاج نہیں ہے۔ ارے ''نبی'' اور ''ولی'' ایسا کچھ کرتے ہیں تو اللہ عزوجل کی عطا سے کرتے ہیں' اس کے اذن سے کرتے ہیں۔

☆ اب تک کی گفتگو میں ہم متعدد آیات قرآنی سے دلائل کو لائے ہیں۔ آیئے اب حدیث شریف سے صرف دو مثالیں بطور دلیل دیکھتے ہیں۔

خالق کائنات نے ہمیں وہ عقیدہ عطا فرمایا ہے' جو سرکارِ ابد قرار ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ تھا۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث مبارک ہے اور اس حدیث کی راویہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہیں۔ وہ صحابیہ جنہوں نے سترھویں نمبر پہ اسلام قبول کیا اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جیسے عظیم مفسر صحابی جن کے شاگرد ہیں۔ وہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اپنا عقیدہ بیان کرتی ہیں اور صحیح مسلم میں سند صحیح کے ساتھ ان کا عقیدہ موجود ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے سامنے

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک جبہ تھا تو لوگوں کو متعارف کرا رہی ہیں۔ کہتی ہیں اے لوگو! اس جبہ کو عام جبہ نہ سمجھنا' کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیسا جبہ ہے اور کس کا جبہ ہے؟ فرمایا:

هٰذِهٖ جُبَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک ہے' یہ تو ہمارے محبوب کا جبہ ہے۔ بناوٹ میں' ماہیت میں اور حقیقت میں' اس کے دھاگوں میں اور دوسرے جبوں میں کوئی فرق نہیں ہوگا مگر چونکہ یہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اطہر سے لگ چکا ہے اس لئے اب اس کی مثل کائنات میں موجود نہیں ہے۔ جس محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے بدن مبارک سے جو چیز لگ جائے صحابہ کرام کے نزدیک اس کی مثل نہیں تو اس محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی مثل کس طرح بن سکے گی؟

هٰذِهٖ جُبَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ......

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا

(صحیح مسلم شریف کتاب اللباس والزینۃ باب تحریم استعمال اناء الذھب والفضۃ علی الرجال والنساء، مشکوٰۃ کتاب اللباس پہلی فصل)

لوگو یہ سرکار ابد قرار کا جبہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے۔ ہم نے اسے سنبھال کے رکھا ہے۔ اس کی سند کیا ہے؟ فرماتی ہیں:

كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

یہ میری ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔

حَتّٰى قُبِضَتْ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا

وصال تک اُن کے پاس تھا' جب ان کا وصال ہو گیا تو یہ جبہ میں نے لے لیا۔ اب میں اسے اپنے پاس رکھتی ہوں۔ کسی کی کیا مجال ہے جو اس جبے کو پہنے یا پہن سکے۔ اسے صرف آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ہی پہنا کرتے تھے۔ آگے بتاتی ہیں کہ ہم اس

جبے کو کرتے کیا ہیں اور اسے سمجھتے کیا ہیں؟ جبے کے ساتھ ہمارا کام کیا ہے؟ کہتی ہیں:

فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى نَسْتَشْفِيْ بِهَا

لوگو! سرکار کا جبہ اس لئے رکھا ہے کہ جب کوئی بیمار ہو جائے تو اس جبے کو دھو کر' جبے کا پانی بیمار کو پلاتے ہیں اور شفا حاصل کرتے ہیں۔

یہ وہ مذہب نہیں جو بریلی شریف سے ہے یا فاضل بریلوی کا گھڑا ہوا ہو۔ یہ وہ مذہب بھی نہیں جو ہندوستان سے کسی شہر کی پیداوار ہو' اور نہ ہی یہ وہ مذہب ہے جو بھکھی شریف یا فیصل آباد میں گھڑا ہو۔ ہاں ان مراکز سے اس مذہب کی تبلیغ ضرور ہوئی ہے مگر یہ وہ مذہب ہے جس کا اجراء آج سے صدیوں پہلے "صفہ" کے پلیٹ فارم سے کر دیا گیا تھا' اس کی تعلیم وہاں سے شروع کر دی گئی تھی۔ اس کی ہی تعلیم مسجد نبوی میں دی گئی۔ یہ وہ مذہب ہے جو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کا مذہب ہے۔ یہ اوہام پرستی ہے نہ شرک ہے۔ اب دیکھئے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا عقیدہ کیا ہے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات وراء الوریٰ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک بھی مشکل کشا ہے۔ اگر وہ لوگ اس جبہ مبارک کو مشکل کشا نہ سمجھتے ہوتے تو اسے ایک عام کپڑا سمجھ کر کہیں پھینک دیتے۔ العیاذ باللہ

اور کہتے یہ عام کپڑا ہے' اس میں کیا رکھا ہے؟ ایک صحابہ کرام کا عقیدہ ہے اور ایک آج کے بعض نام نہاد مسلمانوں کا عقیدہ توحید ہے جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آثار مبارکہ کو ختم کر رہے ہیں۔ اگر ان منحوسوں کا سا عقیدہ ان کا بھی ہوتا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جبہ مبارک کو یوں سنبھال کر نہ رکھتے۔ کہتے اس میں کیا پڑا ہے؟ اس میں کیا تاثیر ہے؟ اگر سرکار کے صحابہ کرام کا ایسا عقیدہ ہوتا تو ہرگز جبہ کو سنبھال کر نہ رکھتے چہ جائیکہ اسے دھو دھو کر پیتے۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ صحابہ کرام کے عقیدہ سے کوسوں

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دور ہیں اور اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے ہمیں وہ عقیدہ ملا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا عقیدہ ہے۔ دیکھئے صحابہ کرام کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کتنی محبت ہے ۔ یہ کپڑا چونکہ محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہنا تھا جس کی وجہ سے اس کی نسبت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوگئی ہے لہٰذا ہم اسے سنبھال کر رکھیں گے اور سنبھال کے بھی کیسے رکھیں گے؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى نَسْتَشْفِيْ بِهَا

جب کوئی بیمار ہوتا ہے جبہ دھوکر اس کا پانی اسے پلاتے ہیں' شفا لے لیتے ہیں

نَحْنُ۔ ہم سب کا' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے صحابہ کا یہ عقیدہ ہے۔

نَغْسِلُهَا۔ ہم اسے دھوکر پیتے ہیں

لِلْمَرْضٰى۔ مرضا' مریض کی جمع ہے

ہم اس جبے کو مریض کیلئے دھوتے ہیں

نَسْتَشْفِيْ بِهَا۔ اُس جبے سے شفا چاہتے ہیں

ہم اس جبے سے شفا مانگتے ہیں۔

کتنا اچھا' سچا اور سچا عقیدہ ہے اور کتنا پیارا عقیدہ ہے۔ کیا انہیں یہ پتہ نہیں تھا کہ شافی تو خدا ہے' شفاء تو اللہ عزوجل دیتا ہے۔ لہٰذا دُعا اس سے کریں' جبے میں کیا پڑا ہے؟ اگر ان نام نہاد توحیدیوں کی رائے درست ہوتی تو وہ لوگ جنہوں نے توحید کے جام محبوب کریم علیہ التحیۃ والثناء کے ہاتھوں سے نوش کئے۔ ہرگز ایسی بات نہ کرتے۔ اگر یہ شرک ہوتا' اس میں بدعت ہوتی' اگر اس میں کوئی ناجائز کام ہوتا' تو ہم پرستی ہوتی تو تو ہرگز جبہ مبارک سے شفا نہ چاہتے۔ ہم یہ ان نام نہاد توحیدیوں اور بعد کے لوگوں کی نہیں بلکہ ان لوگوں کی بات کر رہے ہیں' جن کا ایمان ہمارے لئے معیار ہے۔

اے بعد والو! اگر اپنے ایمان کو پرکھنا جانچنا چاہتے ہو تو ایمان صحابہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میزان بنا کر اپنے ایمان کا جائزہ لے سکتے ہو۔ جیسے صحابہ کرام

ایمان لائے' ایسے ہی تمہیں بھی ایمان لانا پڑے گا۔ صحابہ کا تو ایمان یہ ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات تو پھر بھی محبوب خدا ٹھہری ان کے نزدیک تو وہ جبہ جو چند گھڑیاں سرکار کے بدن اطہر سے لگ گیا تھا صحابہ کرام اسے بھی مشکل کشاء سمجھتے تھے۔ انہیں معلوم تھا اللہ عزوجل سنتا ہے' ہر جگہ سے سنتا ہے اور ہر ایک کی سنتا ہے پھر بھی جبہ دھو دھو کر اس کا پانی پی رہے۔

ہم کسی ضعیف کتاب کا حوالہ نہیں دے رہے ہیں بلکہ صحاح ستہ میں سے صحیح مسلم شریف کا حوالہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا عقیدہ ہے جو جبے کو دھوکر پیتے ہیں۔ شفاء کی غرض سے جبہ کا پانی پیتے ہیں اور اس سے شفا لیتے ہیں۔ یہ ان کا یقین ہے جن کی توحید بڑی پختہ ہے بلکہ وہ لوگ تو توحید کے علمبردار تھے' بڑے پکے موحد تھے۔ انہیں یقین تھا کہ شفاء خدا ہی دیتا ہے مگر ان کا یہ یقین بھی اتنا ہی مضبوط تھا کہ اللہ عزوجل کے اذن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک بھی شفاء دیتا ہے۔ اگر ان حضرات کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو پھر جبے کو دھوکر اس کا پانی نہ پیتے!!

لہٰذا وہ عقیدہ ثابت ہوا جو میرا بھی ہے اور تیرا بھی ہے' ہر سنی کا عقیدہ ہے' ہر موحد کا عقیدہ ہے' کل اُمت مسلمہ کا عقیدہ ہے' جمہور اسلاف کا عقیدہ ہے۔ صحابہ کرام سے لے کر آج تک اُمت مسلمہ کے جمہور جس مسلک پہ قائم ہیں' یہی وہ مسلک ہے۔ صرف مخصوص عقیدہ کے چند لوگ اسے شرک کہہ دیں تو ان کا یہ کہنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا جب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اس پر اسلام کی مہر لگا دی ہے۔

☆ دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے! بخاری شریف و مسلم شریف دونوں میں یہ حدیث شریف موجود ہے جواب ہم پیش کرنے والے ہیں۔ اس کے راوی حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہم ہیں۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ

(بخاری کتاب اللباس باب مایذکر فی الشیب ،مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی تیسری فصل)

کہتے ہیں مجھے میرے گھر والوں نے ایک پیالہ دے کر حضرت اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔ میں وہ پانی کا پیالہ لے کر ان کے پاس چلا گیا۔ کس واسطے؟ کہتے ہیں ہمارا یہ دستور تھا۔ دیکھنا اور یاد رکھنا صحابہ کا عقیدہ ہے۔

اے بھائیو! صحابی کا عقیدہ ہے۔ کہتے ہیں:

كَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ۔

(بخاری کتاب اللباس)

جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی یا اور کوئی تکلیف ہوتی تو آپ کی طرف ایک برتن میں پانی بھیج دیتا۔

فَأَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُمْسِكُهُ فِي جُلْجُلٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَخَضْخَضَتْهُ لَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ۔

(مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی تیسری فصل)

حضرت اُم سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک نکالتیں۔ آپ انہیں ایک چاندی کی ڈبیہ میں رکھے ہوئے تھیں۔ آپ اس برتن کو حرکت دیتیں، مریض اس سے پانی پی لیتا۔

ہم میں سے جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی اور وہ بیمار ہو جاتا تو وہ پانی کا پیالہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیتا۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اُم المومنین ہیں، سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں، اور یاد رکھئے کہ یہ وہ دور ہے جسے خیر القرون کہا گیا ہے، یہ وہ زمانہ ہے جس میں لوگوں کے عقیدے سچے ہیں اور وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے توحید کے نکتے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھے ہیں، ان میں شرک کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ انہیں کیا ہوا کہ جب کوئی بیمار ہو جاتا، نظر لگ جاتی تو حالانکہ وہ

جانتے بھی تھے کہ شفاء تو خدائے لم یزل نے دینی ہے پھر بھی پانی کا پیالہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا جاتا۔ ان میں سے کوئی ایسا کیوں کرتا، پانی کا پیالہ کیوں بھیجتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس میں راز یہ تھا:

فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرَاءَ

(بخاری کتاب اللباس، مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی تیسری فصل)

میں (عثمان) نے ڈبیہ میں جھانک کر دیکھا تو میں نے چند سرخ بال دیکھے

لوگوں کو اپنا عقیدہ بتا رہے ہیں کہ جیسے ہمارے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم مشکل کشاء ہیں، ایسے ہی ان کا ہر بال بھی مشکل کشا ہے جب کوئی بیمار ہوتا، کسی کو نظر لگتی، وہ پانی کا پیالہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجتا۔ کیونکہ ان کے پاس محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تھے جو سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی پیکر پر اگے تھے، جنہوں نے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مقدس سے خوراک پائی تھی، وہ مقدس موئے مبارک حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ تھے اور انہوں نے انہیں ویسے ہی تو نہ رکھا ہوا تھا بلکہ انہوں نے ان مبارک بالوں کو چاندی کی ڈبیہ میں محفوظ کر کے اور سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ یہ اُن لوگوں کا اندازِ محبت تھا اور دوسری طرف ان لوگوں کی بات سنو جو کہتے ہیں کہ وہ بھی عام انسان تھے، وہ بھی ہم جیسے بشر تھے۔ بھلا ان کے بالوں میں کیا پڑا ہے، ان کی جگہ میں کیا رکھا ہے، ان کی جائے ولادت میں کون سی برکتیں ہیں، ان کے آثار سے کیا مل سکتا ہے۔ ہم کہتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کا ہی عقیدہ دیکھ لو۔ صحابہ کرام معیارِ حق ہیں۔ صحابہ کا عقیدہ یہ چاندی کی ڈبیہ میں حضرت اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے سرکار مدینے تاجدار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت بال محفوظ کر رکھے تھے۔

اے نافرمان بیٹو! یہ ہماری ماں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر اُگنے والے بال بھی بے مثل و بے مثال ہیں۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہوں نے چاندی کی ڈبیہ مین سنبھال کے رکھے ہوئے تھے۔

جب بیمار کا پیالہ پہنچتا تو کیا کرتیں؟ مومنہ ہیں' فقیہ ہیں' مفسرہ ہیں' محدثہ ہیں' مبتدعہ نہیں' مشرکہ نہیں' جب پیالہ پہنچتا تو کیا کرتیں؟

وہ ڈبیہ کھولتیں اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک باہر نکالتیں۔ پانی میں ڈالتیں اور حرکت دیتیں' پانی کا پیالہ ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ہیں' زوجہ سید المرسلین صاحبھا الصلوٰۃ والسلام ہیں' اُم المومنین ہیں' ہم آج کے کسی مسلمان کی بات نہیں کر رہے ہیں' کوئی اپنی ماں کی بات نہیں کر رہے ہیں' بلکہ ہم اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی بات کر رہے ہیں۔ حضرت سیدہ اُم سلمہ اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی بات کر رہے ہیں' جو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وارث ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ڈبیہ سے نکالتیں' پانی میں ڈالتیں' پانی کو ہلاتیں' جب پانی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک بالوں سے لگ جاتا تو موئے مبارک نکال کر سنبھال لیتیں اور وہ پانی بیمار کو پلا دیا جاتا۔

شرک کے تاجر و آؤ ہم سے بات کرو۔ کسی بھی بین الاقوامی فورم پر ہم سے بات کرو۔ یہ شرک کے فتاوے لگانے والو! تم نے اُمت مسلمہ پر ظلم کیا' تمہارا شرک خود ساختہ ہے جو تم شرک کے تاجروں نے بنا رکھا ہے۔ یہ اسلام نہیں اسلام وہ ہے جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے سمجھایا ہے' جو اللہ کے قرآن نے بتلایا ہے۔

یہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی سنت ہے' صحابہ کا عقیدہ ہے' یہ رسم و رواج اور کوئی من گھڑت شے نہیں' شرک و بدعت نہیں' کوئی عادت اور رسم نہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کو بابرکت سمجھنا یہ صحابہ کا عقیدہ ہے اور اس پر بخاری شریف بھی گواہ ہے اور مسلم شریف بھی۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بال مبارک ڈبیہ میں سنبھال کر رکھے ہیں' پانی

میں ڈالے جاتے ہیں' پانی بیمار کو پلایا جاتا ہے۔ ان لوگوں کا ان بالوں کے بارے عقیدہ کیا ہے اس کو ملاحظہ کرو۔

عقیدہ یہ ہے کہ شفاء بے شک اللہ عزوجل ہی دیتا ہے مگر ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ موئے مبارک پانی کے ساتھ لگ جانے کی وجہ سے شفا انہیں مل جائے گی۔ اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔ اب ہم مدینہ شریف جاتے ہیں اور منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہوتے ہیں تو وہاں بھی فوراً شرک کا فتوئی لگا دیا جاتا ہے۔ اگر روضۂ مبارک کی جالی کے سامنے کھڑے ہوں تو بھی شرک کا فتوئی لگتا ہے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منائیں تو بھی شرک کا فتوئی لگتا ہے۔ گیارھویں شریف کا پروگرام کر کے ایصالِ ثواب کریں تب بھی شرک کا فتوئی لگتا ہے۔ اگر کسی عالم دین' بزرگ' پیر فقیر سے دم کرواتے ہیں تو بھی فوراً شرک کا فتوئی لگتا ہے۔ شرک کے پجاری' شرک کے تاجر جان لیں کہ تمہاری وہ فیکٹری جس میں صرف شرک ہی شرک تیار ہوتا ہے' ہم اسے تسلیم ہی نہیں کرتے۔ ہم تو وہ بات تسلیم کرتے ہیں جو قرآن مجید کہتا ہے' جو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہتا ہے۔

ہمیں ان کی کسی قسم کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ جب ہمیں ادھر سے سند ایمان مل چکی ہے تو ہمیں صرف اس بارگاہ کا ہی سرٹیفکیٹ کافی ہے' ہمارے لئے صحابہ کرام کا عمل کافی ہے' ہمارے لئے اُم المومنین رضی اللہ عنہا کا عقیدہ کافی ہے۔ ہم اس محترمہ ماں کے وفادار بیٹے ہیں۔ اے امی جان! جو آپ کا عقیدہ ہے وہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اگر آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی اتنی تعظیم کی ہے' ہم وہ نہیں جو باغی ہوں' آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم نہ کریں' ہم وہ نہیں جو بے ادب ہوں' ہم وہ نہیں جو بے حیاء ہوں۔

اے امی جان! آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کا ادب واحترام کر کے قیامت تک کیلئے ادب واحترام کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں۔

غور فرمایئے! آپ نے قرآن پاک کی تقریباً بیس پچیس آیات ملاحظہ فرمائیں

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور صحیح بخاری شریف و صحیح مسلم شریف کی احادیث بھی ملاحظہ فرمائی ہیں۔ یہ ساری استعمار کی سازش ہے کہ جو حقیقی مسلمان ہیں ان پر شرک کا فتویٰ لگاؤ۔ انگریز صرف اپنے غلاموں کو ہی مسلمان رہنے دینا چاہتے ہیں تاکہ جب چاہیں انہیں استعمال کر سکیں۔ ہم شرک کا یہ انجینئرڈ (Engineered) فتویٰ اُمت کی طرف بالکل نہیں آنے دیں گے۔ اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے ہم قرآن و سنت سے اُمت مسلمہ کا دفاع کرتے رہیں گے۔ جس نے بھی یہ جرم کیا ہم سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کے فرامین سے ان لوگوں کی مذمت کرتے رہیں گے۔ یہ ہمارا فتویٰ نہیں بلکہ اس شخص کا فتویٰ ہے جو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا لخت جگر ہے' جن کو لوگ محدث مانتے ہیں' جو صحابہ میں محدث مشہور ہوئے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھو کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو بتوں والی آیات اللہ عزوجل کے ولیوں پر لگاتے ہیں اور کافروں کے متعلق آنے والی آیات اللہ عزوجل کے ولیوں پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جن کو شرم نہیں آتی کہ اللہ عزوجل نے جن آیات سے بتوں کی مذمت کی ہے یہ ان آیات سے اللہ عزوجل کے ولیوں کی مذمت کرتے ہیں۔ اے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بتا دیجئے کہ ان لوگوں کا جرم کتنا بڑا ہے اور ان لوگوں کا دنیا میں کیا مقام ہے؟

صحیح بخاری شریف جلد۲، باب قتل الخوارج والملحدین میں ہے:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ موجود ہے وہ کیا فتویٰ ہے؟

ملاحظہ کیجئے:

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ انْطَلَقُوْا اِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(بخاری جلد۲، ص۱۰۲۴، کتاب استتابۃ والمرتدین باب قتل الخوارج والملحدین)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا "لوگو میں ایسے لوگوں کو ساری مخلوق سے زیادہ برا اور گندہ سمجھتا ہوں' سارے لوگوں میں سے نہیں بلکہ ساری مخلوق میں

سے فرمایا۔ مخلوق میں دیکھنا ہے کہ کیا کیا شامل ہے؟ کتے بھی ہیں' بلے بھی ہیں' سور خنزیر بھی ہیں تو اب ملاحظہ فرمایئے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسے لوگوں کو کیا سمجھ رہے ہیں۔

شِرَارُ خَلْقِ اللّٰهِ ۔ اللہ عزوجل کی ساری مخلوق سے شریر۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جن لوگوں کو شرار خلق اللہ کہہ رہے ہیں' آخر ان لوگوں کا جرم کیا ہے؟ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تمہیں معلوم نہیں کہ ان کا جرم کیا ہے؟ اتنے اتنے مقدس چہرے ہیں جن کو ان لوگوں نے بت بنا کر پیش کیا ہے۔

اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ

ان کا جرم یہ ہے کہ جو آیات کفار کے بارے نازل ہوئی تھیں

فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

انہوں نے وہ ولیوں پہ فٹ (fit) کر دی ہے۔

جرم دیکھئے اور جرم پر فتویٰ بھی ملاحظہ کیجئے۔ ہم اپنی جانب سے فتویٰ نہیں لگا رہے ہیں بلکہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ہے۔ صحیح بخاری شریف جلد۲، باب الخوارج میں بتایا گیا ہے کہ یہ خوارج کا عقیدہ ہے کہ وہ کفار والی آیات ولیوں پر لگاتے ہیں' جن آیات سے بتوں کی مذمت کی گئی ہے ان سے مومنین کی مذمت کرتے ہیں۔ جن سے بتوں کی مذمت کی گئی ہے ان سے اللہ عزوجل کے ولیوں کی مذمت کرتے ہیں۔ لہٰذا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں کے جرم عظیم کو دیکھتے ہوئے فرمایا: میرے نزدیک ایسے لوگ جو ان کے دور میں پیدا ہوئے' اور بعد میں تا قیامت پیدا ہونے والے تھے اور ہیں۔ فرمایا: جن لوگوں نے بھی یہ جرم کیا' یہ کام کیا' میرے نزدیک وہ لوگ اللہ کی ساری مخلوق میں سے برے لوگ ہیں۔ کیونکہ ایک طرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں' حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوں'

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہوں، حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہوں، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ہوں اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے ولی ہوں اور ان پر یہ لوگ صبح و شام مساجد کے اسپیکروں سے بتوں والی آیات پڑھ پڑھ کر شرک کے فتوے لگاتے ہوں اس سے بڑا جرم اور کیا ہو سکتا ہے؟ اس لئے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرے نزدیک یہ لوگ ساری مخلوق سے زیادہ برے ہیں۔

مسئلہ توحید اور مسئلہ شرک پر حوالہ جات آپ کے سامنے رکھ دیئے گئے ہیں۔ اب آپ ان کو بار بار پڑھتے ہوئے یاد رکھئے اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیجئے کہ خالق کائنات نے ہمیں ان فتنوں کے دور میں بھی محفوظ رکھا ہوا ہے اور ہمیں وہ عقیدہ عطا فرمایا ہے، جس عقیدے کی تشریح قرآن مجید کرتا ہے اور احادیث مبارکہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جس کی تبلیغ فرمانے والے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆===============☆☆

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari